ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
ستمبر 2020ء جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 09

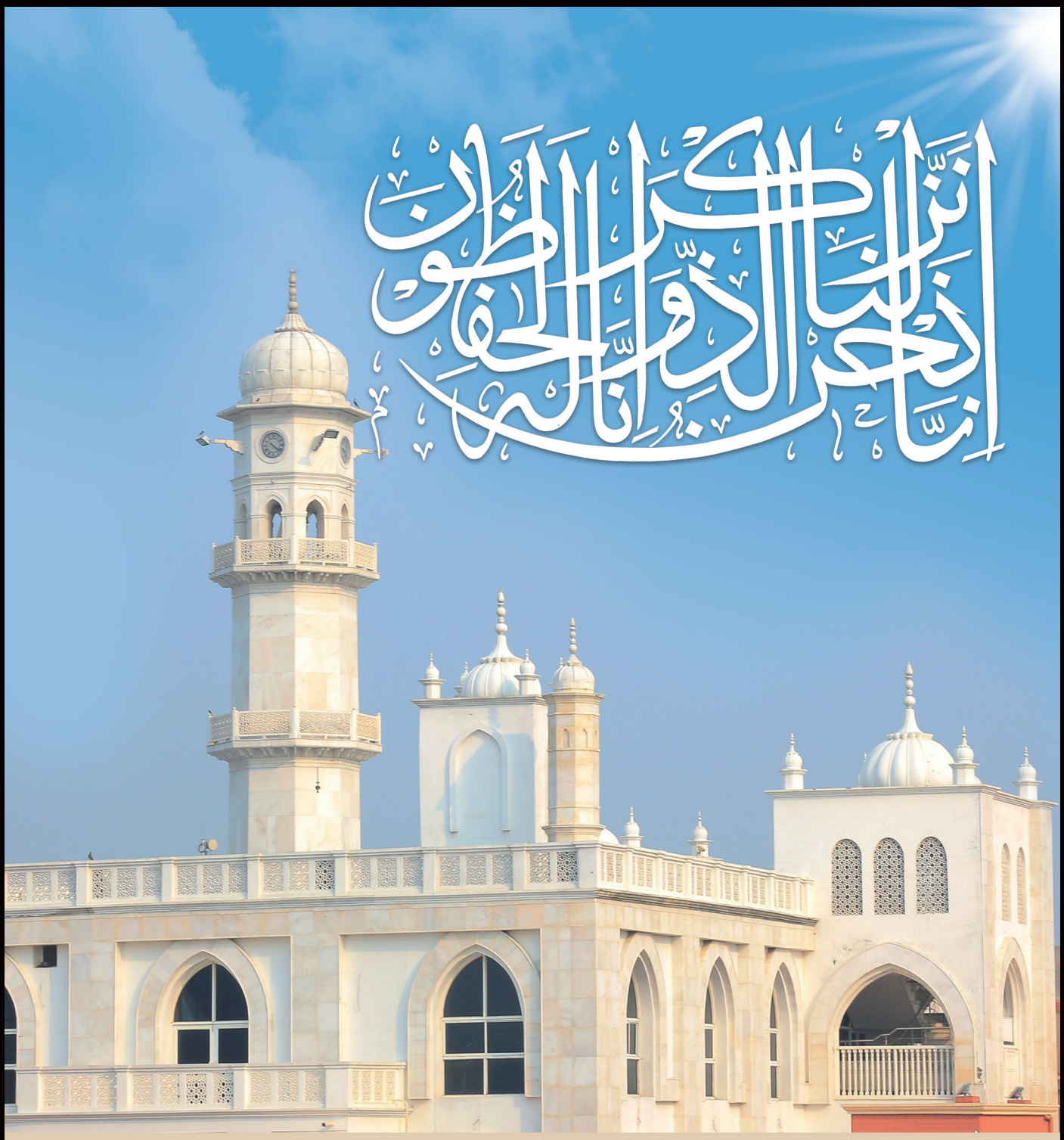

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق قرآن شریف کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے چودھویں صدی کے سر پر مجھے بھیجا ہے

(حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام)

ہم حَکَم وعدل رہ نما کے پیچھے چلیں گے تب ہی حقیقی مسلمان کہلانے والے ہوں گے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے
خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 2020ء میں سے اقتباسات

’’اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق آنحضرت ﷺ کی غلامی میں مسیح موعودؑ کو حَکَم وعدل بنا کر بھیجا ہے۔ وہ حَکَم وعدل جس نے تمام مسالک اور فرقوں کی غلط تشریحات اور فروعی اختلافات کو دُور کر کے مسلمانوں کو ایک وحدت عطا کرنی تھی۔ پس آج مسلمانوں کے ہر فرقے سے عِلم، عقل اور دعاؤں سے کام لینے والے لاکھوں افراد ہر سال جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں‘‘۔

’’آج کل محرم کا مہینہ ہے۔ انگریزی سال شروع ہونے پر ہم ایک دوسرے کو نئے سال کی مبارک دیتے ہیں لیکن بدقسمتی سے اسلامی سال کے آغاز پر کئی اسلامی ممالک میں قتل و غارت ہوتی ہے۔ ہمیں اپنے رویوں کو بدلنا چاہئے، ہمیں دیکھنا چاہئے کہ کس طرح امت مسلمہ بنا کر ان اختلافات کو ختم کیا جا سکتا ہے‘‘۔

’’اِس موقع پر عام لوگ ہمارے بارہ میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اہلِ بیت سے محبت نہیں رکھتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاندان نبوت کے لوگوں کے بارہ میں کیا خیالات رکھتے ہیں اس بارہ میں کچھ بیان کرتا ہوں۔ حضرت علیؓ کے بارہ میں فرمایا ’’میں نے آپ کو نیند کی حالت میں نہیں بیداری کی حالت میں دیکھا ہے کہ آپ نے خدائے علیم کی کتاب کی تفسیر مجھے عطا کی ہے اور فرمایا یہ میری تفسیر ہے۔ اور اب یہ تمہارے سپرد کی جاتی ہے۔ پس جو تمہیں دیا جاتا ہے اس پر خوش ہو جاؤ۔ چنانچہ میں نے ایک ہاتھ بڑھایا اور وہ تفسیر لے لی۔ اور خدائے معطی و قدیر کا شکر ادا کیا۔ میں نے آپؓ کو بہت مضبوط جسم والا اور پکے اخلاق والا متواضع اور منکسر، شگفتہ رو اور پُرنور پایا‘‘۔

’’ہم احمدی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے سپرد اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام کیا ہے، یہی وہ امام ہیں جن کے ذریعے تمام جھگڑوں اور فسادوں نے امن و سلامتی میں بدلنا ہے۔ پس محرّم کو صرف افسوس کرنے یا اپنے بغضوں، کینوں اور غصّوں کو نکالنے کا مہینہ بنانے کی بجائے محبت اور پیار بانٹنے کا مہینہ بنانا چاہیے۔ جب ہم حَکَم وعدل رہ نما کے پیچھے چلیں گے تب ہی ہم حقیقی مسلمان کہلانے والے ہوں گے‘‘۔

’’ان حالات میں دعاؤں پر بہت زور دیں۔ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ کی دعا۔ درود شریف بہت پڑھیں۔ فتح و کامرانی ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں عطا ہو گی۔ دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی بہت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عقل دے اور اس سال کسی بھی ملک سے یہ اطلاع نہ ملے جہاں ایک مسلمان نے ہی ایک مسلمان کو مارا ہو۔ اور ان کو یہ سمجھ آ جائے کہ ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ زمانہ کے امام کی بیعت میں آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی توفیق عطا فرمائے‘‘، آمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حفاظتِ قرآنِ کریم کے وعدہ کا اِیفاء

اللہ تعالیٰ نے جتنی الہامی کتب نازل فرمائیں، ان میں سے صرف قرآن کریم کی دائمی حفاظت کا اعلان فرمایا اور اس وعدۂ حفاظت کو کمال انداز میں پورا بھی فرمایا ہے۔ اس کی لفظی حفاظت کے ساتھ ساتھ معنوی حفاظت کے بھی لامحدود انتظامات فرمائے۔ جہاں تک لفظی اور ظاہری حفاظت کا تعلق ہے تو دنیا میں قرآن کریم واحد کتاب ہے جس کے پہلے دن سے ہی ایسے عشّاق پیدا فرمائے جنہوں نے قرآن کریم کا لفظ لفظ اپنے حافظہ میں محفوظ کیا پھر آنحضور ﷺ کی وفات کے فوراً بعد حضرت عمرؓ کے اِصرار پر خلیفۂ وقت حضرت ابوبکرؓ صدیقؓ نے بعض اصول مقرر کر کے اسے کتابی صورت میں مرتب فرمایا۔ اس کے بعد خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ نے اسے قریش کی قراءت (یعنی خاص نبی اکرم ﷺ کے محاورے) کے مطابق اس کا نسخہ تیار فرمایا، اس کی نقول کروا کر مختلف اسلامی مراکز میں بھجوائیں اور اسے رائج کروایا۔ یہی نسخہ آج تک چلا آرہا ہے اور اس کے گزشتہ چودہ صدیوں کے دوران دنیا کے سینکڑوں ملکوں میں کروڑوں اربوں نسخے شائع ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے معمولی کتابت کی اغلاط سے قطع نظر اس کا متن یقینی طور پر خدائی وعدہ کے مطابق محفوظ چلا آرہا ہے۔ اِس کا اعتراف مستشرقین کو بھی ہے جیسا کہ مشہور جرمن مستشرق 'نولڈکے' نے لکھا ہے:

''ممکن ہے تحریر کی کوئی معمولی غلطیاں ہوں تو ہوں لیکن جو قرآن عثمانؓ نے دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا، اس کا مضمون وہی ہے جو محمد (ﷺ) نے پیش کیا تھا۔ گو اس کی ترتیب عجیب ہے۔ یورپین علماء کی یہ کوششیں کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن میں بعد کے زمانہ میں بھی کوئی تبدیلی ہوئی ہے، بالکل ناکام ثابت ہوئی ہیں''۔

(The Quràn an:Introductory Essay page24)

اس آخری زمانہ میں بھی جب ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ کا ہر طرف منظر تھا اور عوام و خواص کی نوک زبان پر ''رہا دین باقی نہ اسلام باقی، اِک اسلام کا رہ گیا نام باقی'' کا مضمون جاری تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو بڑی شان کے ساتھ پورا کرنے کا سامان فرمایا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آنحضور ﷺ کے پیارے مہدی علیہ السلام کو بھیجا جنہوں نے دعویٰ فرمایا:

''یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لئے غیور ہے۔ اس نے سچ فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ اِس نے اس وعدہ کے موافق اپنے ذکر کی محافظت فرمائی اور مجھے مبعوث کیا''۔ (الحکم مؤرخہ 31 جنوری 1903ء صفحہ 3)

پس آج ہم افراد جماعت احمدیہ کا یہ فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت کی اس غرض کو بھی پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔ قرآن کریم حفظ کرنے کی کوشش کریں، اس کے معانی سیکھنے، سمجھنے کے بعد اس پر عمل کرنے اور اس کی اشاعت کرنے اور غیروں کو سمجھانے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اخبار احمدیہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ماہنامہ — جرمنی

محرم/صفر 1442ہجری قمری | ستمبر 2020ء | جلد نمبر 21 | شمارہ نمبر 09 | تبوک 1399ہجری شمسی

فہرست مضامین

قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	04
تبرکات	05
نظم: قرآں خدا نُما ہے خدا کا کلام ہے	06
خطبہ جمعہ: آج قرآن کریم کی حفاظت کا فریضہ جماعت احمدیہ کے سپرد ہے	07
عشق قرآن کریم اور جماعت احمدیہ	13
نظم: نورِ فرقاں	17
جرمن مستشرق ''نولڈکے'' کا اعتراض اور اس کا جواب	18
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی مقبول دعاؤں کے ایمان افروز واقعات	19
''نشانِ آسمانی'' (تعارف کتب)	23
وہ جس کی بات کی رکھتا ہے لاج، ربِّ کریم	24
اگر مُردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعا سے	25
ہجری شمسی کیلنڈر کا نواں مہینہ ''تبوک''	28
جرمنی کے شمال سے جنوب تک ایک طویل سائیکل سفر	30
باہمی لین دین اسلامی تعلیم کی روشنی میں	31
شریکِ حیات کا انتخاب	35
جرمنی میں مدفون موصیانِ کرام	37
بے لوث، بے ریا، مخلص و باوفا، ضیاء الحق شمس مرحوم	41
جرمنی میں تبلیغِ اسلام	43
ملکی و عالمی خبریں	45
بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)	47

سرورق پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد الحکم 24 جنوری 1901ء صفحہ 5 سے ماخوذ ہے

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیر

محمد انیس دیالگڑھی

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق

احسان اللہ ظفر

مینیجر

سید افتخار احمد

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

Genfer Str.11,

60437 Frankfurt am Main,Germany

Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de

Tel & Fax: +49-69 50688722

تازہ و گزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں

https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

13

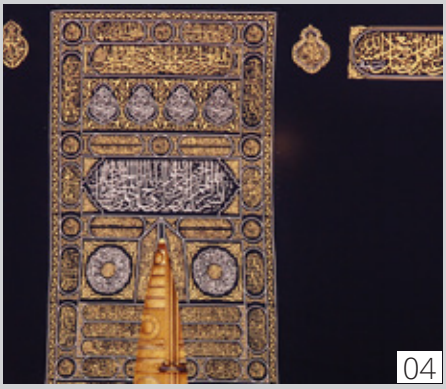
04

07

24

06

30

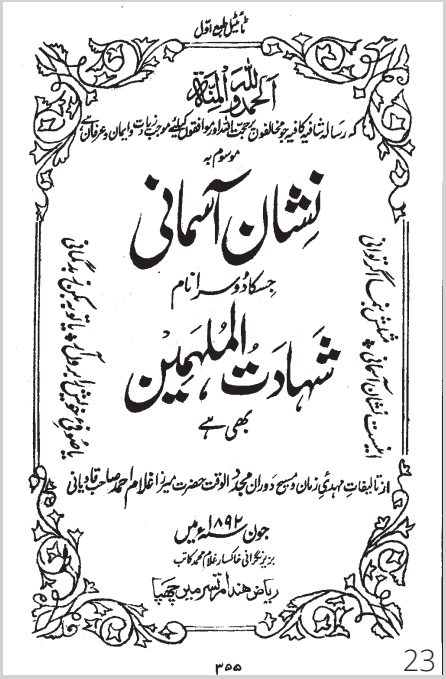

23

41

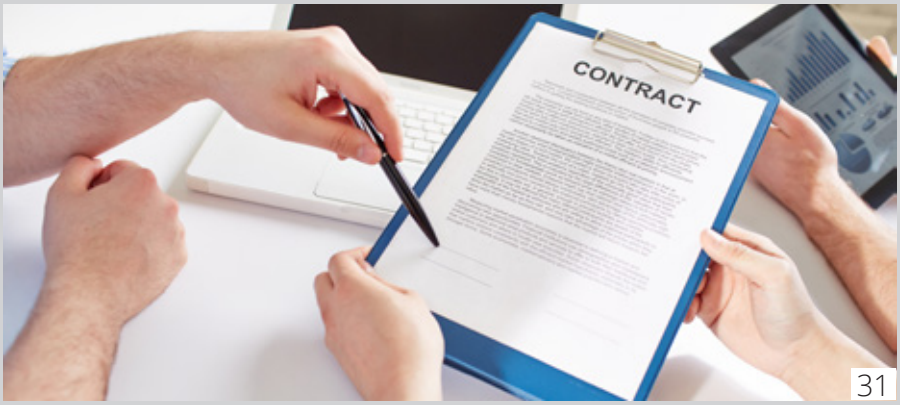

31

قال اللہ جل جلالہ

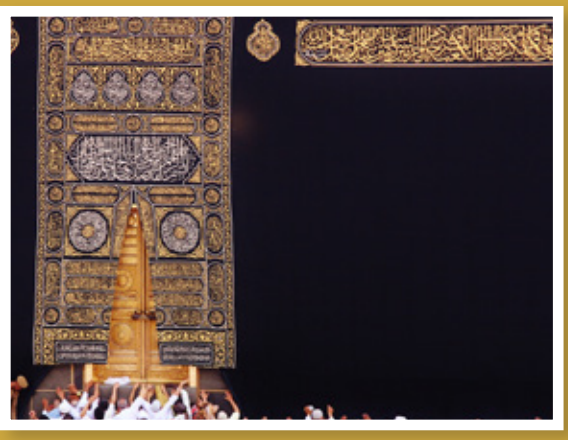

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ۞ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۞

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۞

یقیناً اس کا جمع کرنا اور اس کی تلاوت ہماری ذمہ داری ہے۔ پس جب ہم اُسے پڑھ چکیں تو تُو اس کی قراءت کی پیروی کر۔ پھر یقیناً اُس کا واضح بیان بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔

(القیامہ:20-18)

قال النبی ﷺ

عَنْ اَبِی امامۃ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ:

"اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّہٗ یَاْتِی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَفِیعًا لِّاَصْحَابِہٖ"

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"قرآن (کثرت سے) پڑھا کرو، اس لیے کہ قیامت والے دن یہ اپنے (پڑھنے والے) ساتھیوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گا"۔

(رَوَاہُ مُسلمؒ، ریاض الصالحین جلد دوم باب کتاب الفضائل حدیث 991 صفحہ 119)

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

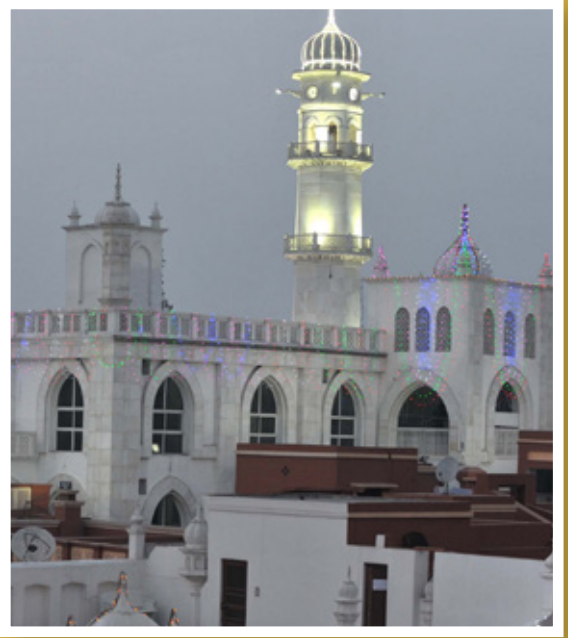

وہ پاک وعدہ جس کو یہ پیارے الفاظ ادا کر رہے ہیں کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ وہ انہی دنوں کے لئے وعدہ ہے جو بتلا رہا ہے کہ جب اسلام پر سخت بلا کا زمانہ آئے گا اور سخت دشمن اس کے مقابل کھڑا ہو گا اور سخت طوفان پیدا ہو گا تب خدائے تعالیٰ آپ اس کا معالجہ کرے گا اور آپ اس طوفان سے بچنے کے لئے کوئی کشتی عنایت کرے گا وہ کشتی اسی عاجز کی دعوت ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 265 حاشیہ)

قرآن کریم کا ایک نام: ”الذِّکر“

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

قرآن کریم کا نام ذکر رکھا گیا ہے اس لئے کہ وہ انسان کی اندرونی شریعت یاد دلاتا ہے۔ جب اسم فاعل کو مصدر کی صورت میں لاتے ہیں تو وہ مبالغہ کا کام دیتا ہے جیسا زَیْدٌ عَدْلٌ۔ کیا معنے۔ زید بہت عادل ہے۔ قرآن کوئی نئی تعلیم نہیں لایا بلکہ اُس اندرونی شریعت کو یاد دلاتا ہے جو انسان کے اندر مختلف طاقتوں کی صورت میں رکھی ہے۔ حِلم ہے ایثار ہے۔ شجاعت ہے جبر ہے۔ غضب ہے۔ قناعت ہے وغیرہ۔ غرض جو فطرت باطن میں رکھی تھی قرآن نے اُسے یاد دلایا جیسے فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ یعنی صحیفۂ فطرت میں کہ جو چھپی ہوئی کتاب تھی اور جس کو ہر ایک شخص نہ دیکھ سکتا تھا۔ اسی طرح اس کتاب کا نام ذکر بیان کیا تا کہ وہ پڑھی جاوے تو وہ اندرونی اور روحانی قوّتوں اور اس نورِ قلب کو جو آسمانی ودیعت انسان کے اندر ہے یاد دلاوے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 94 طبع اوّل)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

دیکھو جس قدر مذاہب دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ دار خود ان لوگوں کو بنایا مگر قرآن کریم کی پاک تعلیم کے لئے فرمایا۔ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ یہ کیا کوثر ہے!! اللہ تعالےٰ اس دین کی حمایت و حفاظت اور نصرت کے لئے تائیدیں فرماتا اور مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے جو اپنے کمالات اور تعلقاتِ الٰہیہ میں ایک نمونہ تھے۔ ان کو دیکھ کر پتہ لگ سکتا ہے کہ کیونکر بندہ خدا کو اپنا بنا لیتا ہے۔

(الحکم 12 مئی 1899ء صفحہ 2-1)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”ذِکر کے معنے شرف اور نصیحت کے بھی ہیں۔ قرآن کریم کا نام ذکر اس لئے رکھا گیا کہ اس کے ذریعہ سے اس کے ماننے والوں کو شرف اور تقویٰ حاصل ہوگا۔ پس اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ کلام جس کا یہ دعویٰ ہے کہ میرے ذریعہ سے ماننے والوں کو شرف اور عزت اور تقویٰ ملے گا۔ ہمارا ہی اُتارا ہوا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ یعنی ان صفات کو عملاً پورا کرنا ہمارا ہی کام ہے۔ اگر یہ صفات اس کی ظاہر نہ ہوں تو گویا اس کی تعلیم ضائع گئی۔ مگر ہم ایسا نہ ہونے دیں گے“۔

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 20)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

قرآن کریم نے چونکہ قیامت تک کے انسان کے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ بننا تھا اور انسان کی روحانی تشنگی دور کرنے اور اس کی دنیوی علمی ضروریات کو پورا کرنے کے سامان پیدا کرنے تھے اور پھر چونکہ شیطان نے بھی اپنا پورا زور لگانا تھا کہ وہ اس تعلیم کو اگر مٹا نہ سکتے تو تحریف کے طور پر اس میں کسی نہ کسی شکل میں کوئی نہ کوئی رخنہ پیدا کر دے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے ہمیں یہ تسلی دی ہے کہ اس نے قرآن کریم کی حفاظت لفظی اور حفاظت معنوی کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ اب کوئی شیطانی طاقت یا کوئی منصوبہ قرآن کریم میں تحریف لفظی یا معنوی میں کامیاب نہیں ہوگا۔ (خطبات ناصر جلد پنجم صفحہ 375)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

قرآن کریم اس اہم عقلی تقاضے کو بھی پورا کرتا ہے اور قرآن کو نازل کرنے والا خدا غیر مبہم الفاظ میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کہ ہم نے ہی اس کتاب کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ رہیں گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت کرے گا اور اسے بگڑنے نہ دے گا۔ چنانچہ قرآن کریم کی لفظی حفاظت کا اللہ نے یہ انتظام فرمایا کہ لاکھوں حفاظ ہر زمانے میں موجود رہے اور آج بھی موجود ہیں۔ اور معنوی حفاظت کا یہ انتظام کیا کہ ہر صدی پر مجددین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اور آخری زمانہ میں پیدا ہونے والے ایک عظیم الشان مجدد اور مصلح کے آنے کی خوشخبری دی، جسے خود اللہ تعالیٰ امام بنائے گا اور وہ خدا تعالیٰ کی ہدایت کے تابع اسلام کے بارہ میں پیدا ہونے والے اختلافات کا فیصلہ کر کے تعلیم قرآن کی معنوی حفاظت کرے گا۔ (تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد ششم صفحہ 603)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اس (قرآن کریم۔ ناقل) کے اَلْکِتٰب ہونے کا یہ کمال ہے۔ اس میں تمام علوم بیان فرما کر اصل حالت میں آج تک قائم رکھا اور اس بات کا بھی خود اعلان فرمایا کہ اس کتاب کو، اس تعلیم کو جو عظیم رسول ﷺ پر اتری ہے مَیں محفوظ رکھوں گا اور کوئی نہیں جو اس کی حالت کو بدل سکے۔ جیسا کہ فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کہ اس ذکر یعنی قرآن کریم کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ اور یہ حفاظت کے سامان پہلے دن سے ہی فرما دیئے اور آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ہی لکھ کر محفوظ کر لی گئی۔ قرآن کریم کی تمام آیات یا قرآن کریم محفوظ کر لیا گیا۔ (خطبات مسرور جلد ششم صفحہ 14، خطبہ جمعہ 11/ جنوری 2008ء)

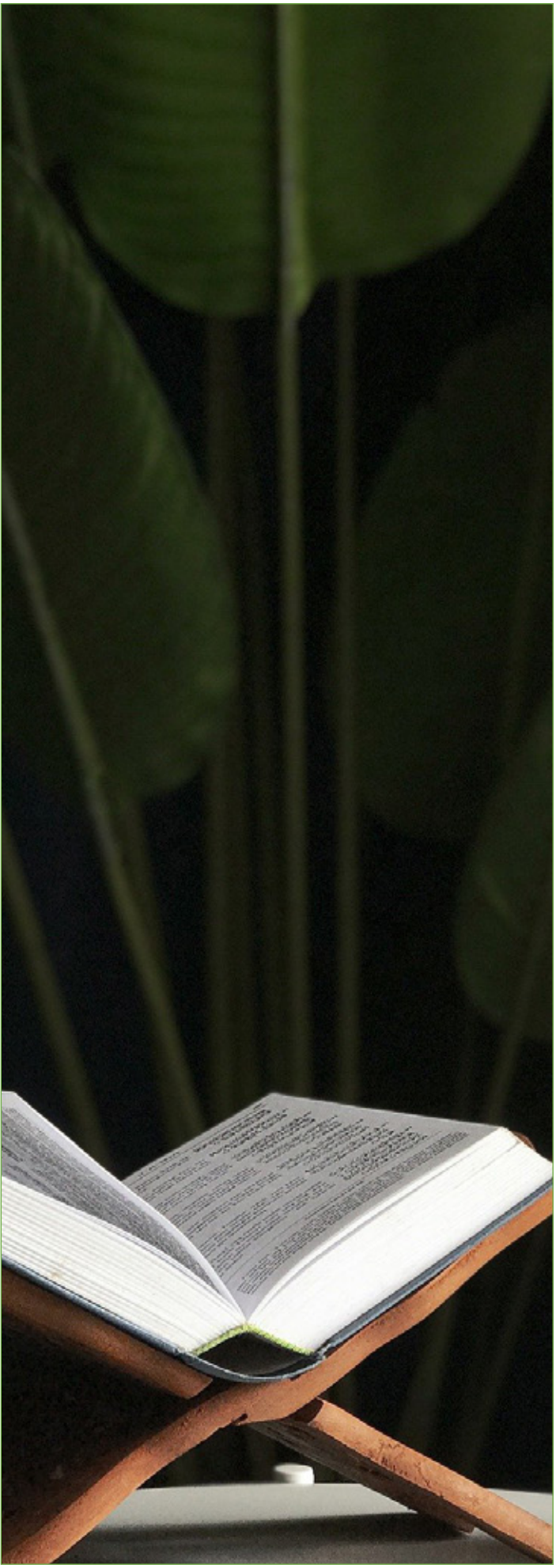

قرآں خدا نُما ہے خدا کا کلام ہے

ہے شُکرِ ربِّ عزّوجلّ خارِج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اُس کا مِلا نشاں

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اِس کتاب میں
ہو گی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا
وہ اپنے مُنہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا

اُس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا
شیطاں کا مکر و وَسوسہ بے کار ہو گیا

قرآں خدا نُما ہے خدا کا کلام ہے
بے اِس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

دُنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور و شرّ
سب قصّہ گو ہیں نور نہیں ایک ذرّہ بھر

پر یہ کلام نورِ خدا کو دکھاتا ہے
اُس کی طرف نشانوں کے جلوہ سے لاتا ہے

(انتخاب از محاسن قرآن کریم۔ درثمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

آج قرآن کریم کی حفاظت کا فریضہ جماعت احمدیہ کے سپرد ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ دسمبر 2015ء)

گزشتہ دنوں یہاں ایک اخباروں میں کالم لکھنے والے نے لکھا اور اسی طرح ایک آسٹریلین سیاستدان نے بھی کہا کہ اسلام کی تعلیم میں جو جہاد اور بعض دوسرے احکامات ہیں انہی کی وجہ سے مسلمان شدت پسند بنتے ہیں۔ اسلامی احکامات کے بارے میں گزشتہ دنوں یو کے (UK) کے بھی ایک حکومتی سیاستدان نے یہی کہا تھا کہ اسلام میں کچھ نہ کچھ تو شدت پسندی کے احکامات ہیں، سختی کرنے کے احکامات ہیں جس کی وجہ سے مسلمانوں کا شدت پسندی کی طرف رجحان ہے۔ آجکل جو اسلام کے نام پر عراق اور شام میں شدت پسند گروہ نے کچھ علاقے پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کی ہے اس نے مغربی ممالک کو بھی نہ صرف دھمکیاں دی ہیں بلکہ بعض جگہ ظالمانہ حملے کر کے معصوموں کو قتل بھی کیا ہے۔ اس کا میں گزشتہ خطبوں میں ذکر بھی کر چکا ہوں۔ اس چیز نے جہاں عوام کو خوفزدہ کیا ہے وہاں ان لوگوں کو جو بعض ملکوں کے لیڈر ہیں لاعلمی کی وجہ سے یا اسلام مخالف خیالات کی وجہ سے اسلام کے خلاف کہنے کا موقع بھی دیا ہے۔ کہنے اور لکھنے والے یہ بھی لکھتے ہیں کہتے بھی ہیں کہ ٹھیک ہے دوسرے مذاہب کی تعلیم میں بھی سختی ہے۔ بعض احکامات ایسے ہیں لیکن ان کے ماننے والے یا تو اس پر اب عمل نہیں کرتے یا اس میں حالات کے مطابق تبدیلیاں کر لی ہیں اور زمانے کی ضرورت کے مطابق اس تعلیم کو کر لیا ہے۔ اور اس بات پر ان کا زور ہے کہ لہٰذا اب قرآن کریم کے احکامات کو بھی اس زمانے کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

بہرحال اس سے یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ ان کے مطابق ان کی تعلیم اب خدا کی بھیجی ہوئی نہیں رہی بلکہ انسانوں کی بنائی ہوئی تعلیم رہ گئی ہے۔ اور یہ ہونا تھا کیونکہ ان تعلیموں کے قائم رہنے یا ان پر تاقیامت عمل کرنے والے پیدا ہونے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ نہیں۔ لیکن قرآن کریم میں جب اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) یعنی اس ذکر یعنی قرآن کریم کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ تو اس کی حفاظت کے پھر سامان بھی فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کی مختلف موقعوں پر مختلف کتابوں میں تفسیر فرمائی ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ عادت ہے کہ جب ایک قوم کو کسی فعل سے منع کرتا ہے تو ضرور اس کی تقدیر میں یہ ہوتا ہے کہ بعض ان میں سے اس فعل کے ضرور مرتکب ہوں گے جیسا کہ اس نے توریت میں یہودیوں کو منع کیا تھا کہ تم توریت اور دوسری خدا کی کتابوں کی تحریف نہ کرنا۔ سو آخر ان میں سے بعض نے تحریف کی (اس کو بدلا) مگر قرآن کریم میں یہ نہیں کہا گیا کہ تم قرآن کریم کی تحریف نہ کرنا (اس کو نہ بدلنا)

بلکہ یہ کہا گیا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10)

(ماخوذ از نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 419)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ (یہ آیت) ’’صاف بتلا رہی ہے کہ جب ایک قوم پیدا ہو گی کہ اس ذکر کو دنیا سے مٹانا چاہے گی تو اس وقت خدا آسمان سے اپنے کسی فرستادہ کے ذریعہ سے اس کی حفاظت کرے گا‘‘۔

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 267)

> اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بھی اپنے وعدے کے مطابق قرآن کریم کی حفاظت کے لئے ایک فرستادے کو بھیجا جنہوں نے اسلام کی خوبصورت تعلیم سے ہمیں آگاہ فرمایا

پس وقتاً فوقتاً یہ لوگ قرآنی تعلیم پر اعتراض کر کے اس تعلیم کو مٹانا چاہتے ہیں کیونکہ ان کی اپنی تعلیم یا مٹ گئی ہے یا صرف کتاب کی حد تک رہ گئی ہے۔ یہ مختلف طریقے آجکل میسج (Message) بھیجنے کے یا ٹویٹ (Tweet) کرنے کے ہیں۔ ان میں واٹس ایپ (WhatsApp) وغیرہ بھی ہے۔ گزشتہ دنوں اس پر ایک چھوٹی سی فلم چل رہی تھی جس میں دو لڑکے ایک کتاب میں سے جس کے باہر قرآن لکھا ہوا تھا لوگوں کو بعض آیات یا حصے پڑھ کر سنا رہے تھے کہ یہ کیسی تعلیم ہے اور سڑک پر مختلف لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھ رہے تھے، ان کا انٹرویو لے رہے تھے، ان کو بتاتے تھے۔ تو ہر ایک کو جب یہ پتا لگتا تھا کہ یہ قرآن کریم کی تعلیم ہے کیونکہ باہر لکھا ہوا تھا تو ہر ایک اسلام کی تعلیم کی برائیاں کر رہا تھا کہ دیکھو یہ ثابت ہو گیا کہ اسلامی تعلیم ہی ایسی ہے جس کی وجہ سے مسلمان ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد ان لڑکوں نے اس کتاب کا کوّر (cover) اتار دیا اور دکھایا کہ یہ اسلام کی نہیں یہ بائبل کی تعلیم ہے کیونکہ یہ بائبل ہے جو ہم پڑھ رہے تھے۔ تو کسی نے اس پر کوئی منفی تبصرہ نہیں کیا۔ اسلام کا نام آتا ہے تو فوراً منفی تبصرہ ہوتا ہے لیکن یہاں سارے بس ہنس کر چپ ہو گئے۔ ان میں عورتیں بھی تھیں مرد بھی تھے۔ تو ایک عورت نے کہا کہ اچھا بڑی حیرانی کی بات ہے۔ میں نے تو کرسچین سکول میں تعلیم حاصل کی اور بائبل پڑھی ہے مجھے تو کبھی اس کا خیال ہی نہیں آیا۔ تو یہ تو ان کا حال ہے۔ اگر ایک مسلمان غلط حرکت کرتا ہے تو اسلام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اگر کوئی دوسرے مذہب والا کرتا ہے تو کہتے ہیں بیچارا معذور ہے پاگل ہے۔

ہم مانتے ہیں کہ اسلام کے نام پر بعض مسلمان گروہوں کے غلط عمل نے اسلام کو بدنام کیا ہے لیکن اس پر قرآن کریم کی تعلیم کو نشانہ بنانا اور انتہا تک چلے جانا بھی اسلام کے خلاف دلوں کے بغض اور کینے کا اظہار ہے۔ اس کا ایک انتہائی اظہار تو آجکل امریکہ کے ایک صدارتی امیدوار کا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بولنا ہے۔

بہرحال یہ اسلام کے متعلق جو چاہے بولتے رہیں لیکن اسلام کی خوبصورت تعلیم کا مقابلہ نہ کسی مذہب کی تعلیم کر سکتی ہے اور نہ ہی ان کے اپنے بنائے ہوئے قانون کر سکتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے حالات کے مطابق قانون بدل دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بھی اپنے وعدے کے مطابق قرآن کریم کی حفاظت کے لئے ایک فرستادے کو بھیجا جنہوں نے اسلام کی خوبصورت تعلیم سے ہمیں آگاہ فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں: قرآن کریم جس کا دوسرا نام ذکر ہے اُس ابتدائی زمانہ میں انسان کے اندر چھپی ہوئی اور فراموش ہوئی ہوئی صداقتوں اور ودیعتوں کو یاد دلانے کے لئے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدۂ واثقہ کی رو سے کہ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ اس زمانہ میں بھی آسمان سے ایک معلم آیا جو آخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعۃ:4) کا مصداق اور موعود ہے۔ وہ وہی ہے جو تمہارے درمیان بول رہا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 97۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جو اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) کا وعدہ دے کر قرآن اور اسلام کی حفاظت کا خود ذمہ دار ہوتا ہے مسلمانوں کو اس مصیبت سے بچا لیا اور فتنے میں پڑنے نہ دیا۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اس سلسلے کی قدر کرتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 95۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی آپ کی جماعت میں شامل ہوئے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق... قرآن شریف کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے چودھویں صدی کے سر پر مجھے بھیجا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 193۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا کہ ’’قرآن کریم کی تائیدیں اور نصرتیں ہمارے شامل حال ہیں۔ یہ آج کسی اور مذہب کے پیرو کو نصیب نہیں‘‘۔

(بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 770، الحکم جلد 5 نمبر 25 مؤرخہ 10 جولائی 1901ء صفحہ 2)

پس یہ باتیں جہاں مخالفین اسلام کے اعتراضات کا شافی جواب ہیں وہاں ان کا یہ کہنا ہی کہ دوسرے مذاہب

> جو گروہ یا لوگ تلوار کے زور سے اسلام پھیلانے کا دعویٰ کرتے ہیں، تلوار کے ذریعہ سے اسلام پھیلانے کا دعویٰ کرتے ہیں، حقیقت میں وہ اسلام مخالف طاقتوں کے آلہ کار ہیں

زمانے کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال چکے ہیں اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ مذہب مردہ ہو چکے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پرشوکت کلام میں مسلمانوں کو بھی دعوت ہے کہ اس زمانہ میں اسلام پر میڈیا اور تحریر و تقریر کے ذریعہ سے جو حملے ہو رہے ہیں ان کا توڑ کرنے کے لئے اس شخص کے ساتھ رشتہ جوڑ کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کی عظمت سے ان مخالفین کا منہ بند کریں جو اسلام پر دہشت گردی اور شدت پسندی

کا الزام لگاتے ہیں۔ جو گروہ یا لوگ تلوار کے زور سے اسلام پھیلانے کا دعویٰ کرتے ہیں، تلوار کے ذریعہ سے اسلام پھیلانے کا دعویٰ کرتے ہیں، حقیقت میں وہ اسلام مخالف طاقتوں کے آلہ کار ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں واضح طور پر بتادیا کہ یہ زمانہ تلوار کے جہاد کا زمانہ نہیں ہے اور تلوار کے جہاد کی اجازت بھی ان مشروط حالات کی وجہ سے ملی تھی جو اسلام کے ابتدائی زمانے

> اسلام کی خوبصورت تعلیم کا ادراک جس طرح ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہوا ہے اسے پھیلائیں۔اس خوبصورت تعلیم کے سامنے کوئی ٹھہر ہی نہیں سکتا

میں پیدا ہوئے تھے کہ دشمن اسلام کو تلوار کے زور سے ختم کرنا چاہتا تھا۔ اسلام امن اور پیار کی تعلیم سے بھرا پڑا ہے۔یعنی قرآن کریم اس تعلیم سے بھرا ہوا ہے۔ پس آج اس زمانے میں اس تعلیم کا پرچار کرنے کی ضرورت ہے اور ہر احمدی کو اس تعلیم کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تبھی اپنے احمدی ہونے کا بھی ہم حق ادا کر سکتے ہیں۔ آج ہم احمدیوں نے ہی مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو حقیقت سے آشکار کرنا ہے۔ جو لوگ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں وہ جاہل ہیں اور ہم نے ان کو ان کی جہالت کا حال دکھانا ہے۔ اسلام کی تعلیم تو امن اور سلامتی کی تعلیم ہے۔قرآن کریم کی روشنی میں ہی ہم نے یہ تعلیم دنیا کو دکھانی ہے۔ ان لوگوں کو بتانا ہے کہ تم جو بغیر علم کے کہہ دیتے ہو کہ اسلام کی تعلیم میں شدت پسندی ہے اسی لئے مسلمان بھی شدت پسند بنتے ہیں یہ تمہاری لاعلمی اور جہالت ہے۔مسلمانوں کو بھی بتانا ہوگا کہ آپس کے قتل و غارت اور فرقہ بندی سے تم اسلام کو بدنام کر رہے ہو۔ گو ہمارے پاس زیادہ وسائل تو نہیں ہیں لیکن جس حد تک ہم پریس میڈیا اور مختلف ذرائع سے یہ کام کر سکتے ہیں ہر ملک میں اور ہر شہر میں کرنے چاہئیں۔ اس وقت دنیا کو اسلام کی حقیقی تصویر دکھانا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی قریباً ہر جگہ اس طرف توجہ ہے لیکن حالات کا تقاضا یہ ہے کہ لگاتار اس بارے میں میڈیا کو استعمال کیا جاتا رہے۔ ان سے تعلق اور رابطہ رکھا جائے۔ ان کے ذریعہ سے عوام الناس کو بتایا جائے۔ اللہ کے فضل سے امریکہ میں بھی اس معاملے میں ان کا کافی تعلق اور رابطہ ہے۔ باقی ملکوں میں بھی اور یہاں بھی کچھ رابطے ہیں۔ جرمنی میں بھی ہیں۔ تو ان کو وسیع تر کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔

گزشتہ دنوں یہاں برٹش پارلیمنٹ میں گلاسگو کی ایک ایم پی (MP) نے اسلام کی حقیقت کے بارے میں جماعت احمدیہ کے حوالے سے یہ بتا کر کہا کہ اسلام کی امن اور سلامتی کی تعلیم پر عمل کرنے والے احمدی مسلمان ہیں اور مَیں گلاسگو میں ان کے ایک پیس سمپوزیم میں شامل ہوئی تھی اور اس نے بڑی تعریف کی۔ اس پر وہیں بیٹھی ہوئی وزیر داخلہ، ہوم سیکرٹری نے بھی کہا کہ جو اسلام احمدی پیش کرتے ہیں وہ واقعی اس سے بالکل مختلف ہے جو اسلامی شدت پسند دکھاتے ہیں۔ اور حقیقت میں احمدی امن پسند شہری ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ احمدی کوئی نئی تعلیم پیش نہیں کرتے بلکہ قرآن کریم کی تعلیم پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ ایک واقعہ ہو کر اگر خاموشی ہو گئی تو کچھ دیر کے بعد لوگ یہ کہہ کر بھول جائیں گے کہ ہاں جی برٹش پارلیمنٹ میں ایک سوال اٹھا تھا اور مسئلہ ختم ہو گیا۔ اس کو تو ہر وقت تازہ رکھنے کی ضرورت ہے کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے؟ پریس نے ایک دفعہ خبر دے دی اور ہم خاموش ہو گئے۔ لیکن شدّت پسندی کا کوئی واقعہ ہوتا ہے یا نہیں بھی ہوتا تو ان کے حوالے سے اخبار میں شہ سرخیاں دی جاتی ہیں۔ پھر اسلام مخالف لوگوں کو اسلام کے خلاف بولنے کا موقع مل جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں جب میں جاپان میں تھا تو وہاں بھی پڑھے لکھے طبقے کا یہ اظہار تھا۔ بلکہ ایک عیسائی پادری نے بھی کہا کہ اسلام کی تعلیم جو تم قرآن کریم کی روشنی میں بتا رہے ہو اس کو جاننے کی جاپانیوں کو بہت ضرورت ہے بلکہ دنیا کو ضرورت ہے۔ اس نے کہا لیکن اس کا فائدہ تبھی ہو گا کہ اب اس بات کو اس فنکشن تک محدود نہ کریں جس میں آپ بول رہے ہیں بلکہ جاپان میں مسلسل کوشش سے یہ تعلیم لوگوں کو بتائیں۔ پس اب انصاف پسند غیر بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ خاموش نہ بیٹھ جاؤ بلکہ لگاتار دنیا کے سامنے یہ تعلیم پیش کرتے رہو تبھی فائدہ ہوگا۔ اب یہ جاپان جماعت کا بھی کام ہے کہ جامع منصوبہ بندی کر کے اس بات کو تازہ رکھیں۔ اسی طرح یہاں اس ملک یوکے (UK) میں بھی اور دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم کا ادراک جس طرح ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہوا ہے اسے پھیلائیں۔ اس خوبصورت تعلیم کے سامنے کوئی ٹھہر ہی نہیں سکتا۔ اور یہ سب باتیں قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں ہمیں آپ نے بتائی ہیں اور آگے جماعت کے لٹریچر میں بھی بہت ساری جگہوں پہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی صحیح تشریح اور تفسیر کے پہنچانے، اس

> اسلام کی تعلیم تو دوستی کا ہاتھ بڑھانے کی تعلیم ہے۔ امن اور سلامتی قائم کرنے کی تعلیم ہے۔ امن اور محبت کا پیغام دینے کی تعلیم ہے

کے معنوں کی صحیح تشریح کرنے کے لئے اور قرآن کریم کی حفاظت کے لئے آپ علیہ السلام کو بھیجا جیسا کہ آپ نے فرمایا۔آپ نے اپنی کتب اور ملفوظات اور تقاریر میں اس کا خوب حق ادا کیا ہے۔

پس اس زمانے میں قرآن کریم کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کام لیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کام لیا ہے۔ اور یہی کام ہر احمدی کا ہے کہ ہر طبقے اور ہر مزاج تک اس پیغام کو پہنچائیں اور ہر جگہ اس کام کو سرانجام دیتے ہوئے آپ علیہ السلام کی بیعت میں آنے

کا حق ادا کریں۔ اس وقت مَیں بعض مثالیں پیش کرتا ہوں جو اسلام کی امن کی تعلیم کی خوبصورتی ظاہر کرتی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرۃ:257) کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ پھر فرمایا: وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (یونس:100) اور اگر اللہ تعالیٰ اپنی ہی مشیئت کو نازل کرتا تو جس قدر لوگ

> اپنے نیک نمونے قائم کرو تا کہ ہمیں دیکھ کے لوگ ہماری طرف آئیں۔ پس یہ ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرنے کے لئے قرآن کریم کا علم حاصل کریں

زمین پر موجود ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ پس جب خدا بھی مجبور نہیں کرتا تو کیا تُو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اسلام نے کبھی جبر کا مسئلہ نہیں سکھایا۔ اب آنحضرت ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو پھر ہر ایک زمین پر جو موجود ہے وہ ایمان لے آتا لیکن اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا اس لئے آنحضرت ﷺ کی خواہش کے باوجود اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ تمہارے کہنے سے بھی یہ نہیں ہو گا۔

پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اور یہی ایک تعلیم ہے جو بڑے واضح طور پر ظاہر کرتی ہے کہ اسلام میں جبر نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''اسلام نے کبھی جبر کا مسئلہ نہیں سکھایا۔ اگر قرآن شریف اور تمام حدیث کی کتابوں اور تاریخ کی کتابوں کو غور سے دیکھا جائے اور جہاں تک انسان کے لئے ممکن ہے تدبّر سے پڑھایا سنا جائے تو اس قدر وسعت معلومات کے بعد قطعی یقین کے ساتھ معلوم ہو گا کہ یہ اعتراض کہ گویا اسلام نے دین کو جبراً پھیلانے کے لئے تلوار اٹھائی ہے نہایت بے بنیاد اور قابلِ شرم الزام ہے۔ اور یہ ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے تعصب سے الگ ہو کر قرآن اور حدیث اور اسلام کی معتبر تاریخوں کو نہیں دیکھا بلکہ جھوٹ اور بہتان لگانے سے پورا پورا کام لیا ہے۔ مگر مَیں جانتا ہوں کہ اب وہ زمانہ قریب آتا جاتا ہے کہ راستی کے بھوکے اور پیاسے ان بہتانوں پر مطلع ہو جائیں گے۔ کیا اُس مذہب کو ہم جبر کا مذہب کہہ سکتے ہیں جس کی کتاب قرآن میں صاف طور پر یہ ہدایت ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرۃ:257) یعنی دین میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز نہیں۔ کیا ہم اس بزرگ نبی کو جبر کا الزام دے سکتے ہیں جس نے مکہ معظّمہ کے تیرہ برس میں اپنے تمام دوستوں کو دن رات یہی نصیحت دی کہ شر کا مقابلہ مت کرو اور صبر کرتے رہو۔ ہاں جب دشمنوں کی بدی حد سے گزر گئی اور دین اسلام کے مٹا دینے کے لئے تمام قوموں نے کوشش کی تو اس وقت غیرت الٰہی نے تقاضا کیا کہ جو لوگ تلوار اٹھاتے ہیں وہ تلوار ہی سے قتل کئے جائیں۔ ورنہ قرآن شریف نے ہرگز جبر کی تعلیم نہیں دی۔ اگر جبر کی تعلیم ہوتی تو ہمارے نبی ﷺ کے اصحاب جبر کی تعلیم کی وجہ سے اس لائق نہ ہوتے کہ امتحانوں کے موقع پر سچے ایمانداروں کی طرح صدق دکھلا سکتے''۔ (اگر جبر میں ہو تو دل سے سچائی نہیں دکھائی جا سکتی، وفا کا تعلق نہیں ظاہر کیا جا سکتا) فرمایا: ''لیکن ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ کے صحابہ کی وفاداری ایک ایسا امر ہے کہ اس کے اظہار کی ہمیں ضرورت نہیں''۔

(مسیح ہندوستان میں۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 12-11)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''اسلام کی لڑائیاں تین قسم سے باہر نہیں''۔ یعنی تین قسم کی لڑائیاں ہیں جب اسلام میں سختی ہوئی یا سختی کرنے کی اجازت ہے۔ ''دفاعی طور پر یعنی بہ طریق حفاظت خود مختیاری۔ (اگر تم پر کوئی حملہ کرے تو اس وقت اپنی حفاظت اور دفاع کرنے کے لئے ہتھیار اٹھایا جا سکتا ہے)۔ ''بطور سزا یعنی خون کے عوض میں خون''۔ (اس وقت جب کسی کو سزا دینی ہو اور دوسروں نے حملہ کیا ہے خون بہایا ہے تو بہرحال سزا کے طور پر چاہے وہ جنگ ہے یا عام حالات ہیں اس وقت ہتھیار استعمال کیا گیا ہے یا سزا دی گئی ہے یا قتل کیا گیا ہے) اور نمبر تین ''بطور آزادی قائم کرنے کے۔ یعنی بغرض مزاحموں کی قوت توڑنے کے جو مسلمان ہونے پر قتل کرتے تھے''۔

(مسیح ہندوستان میں۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 12)

اب وہ دشمن لوگ جو اس بات پر قتل کرتے تھے کہ تم مسلمان کیوں ہو گئے؟ تم نے مذہب بدل لیا اس لئے مسلمان ہونے کی وجہ سے تمہیں قتل کرتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں اس لئے ان کے خلاف بھی تلوار اٹھائی جا سکتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ان تین وجوہات کے علاوہ کوئی وجہ نہیں جہاں تلوار اٹھائی جائے یا سختی کی جائے۔ فرمایا کہ

''قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو۔ اور یہ مت خیال کرو

> یہ اسلام ہے اور صرف اسلام ہے جو دنیا میں امن و سلامتی کی ضمانت بن سکتا ہے۔ اور یہ قرآن کریم ہے اور صرف قرآن کریم ہے جو امن اور سلامتی پھیلانے کی اور شدت پسندی کے خاتمے کی تعلیم دیتا ہے

کہ ابتدا میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لئے نہیں کھینچی گئی تھی بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا''۔

(ستارہ قیصرہ۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 121-120)

فرمایا: ''جو لوگ مسلمان کہلا کر صرف یہی بات جانتے ہیں کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے وہ اسلام کی ذاتی

خوبیوں کے معترف نہیں ہیں''۔ (اس کا اعتراف نہیں کرتے) ''اور ان کی کارروائی درندوں کی کارروائی سے مشابہ ہے''۔ (جانور ہیں)۔

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 167 حاشیہ)

پس قرآن کریم کا جبر سے دین میں شامل نہ کرنے کا یہ اعلان معترضین کے اعتراض کے ردّ کے لئے کافی ہے اور جو عقلمند ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کو غلط طریق پر بدنام کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ بہت سے پڑھے لکھے لوگوں حتی کہ عیسائی پادری نے بھی یہ کہا کہ اسلام کی یہ پُرامن تعلیم جو ہے اس کا بہت زیادہ پرچار کرو۔ اور جب لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم کا پرچار کرو تو اس بات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات پوری ہو رہی ہے کہ راستی کے بھوکے اور پیاسے ان بہتانوں پر مطلع ہو جائیں گے۔ جب ان کو پتا لگتا ہے کہ اصل تعلیم کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں بھی آپ علیہ السلام نے توجہ دلائی کہ ''دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو''۔ دین کی خوبیوں کو پیش کرو اور وہ تبھی پیش ہوسکتی ہیں جب خود علم ہو۔ اپنے علم کو بڑھاؤ۔ اور دوسرا فرمایا ''اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو''۔ اپنے نیک نمونے قائم کرو تا کہ ہمیں دیکھ کے لوگ ہماری طرف آئیں۔ پس یہ ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرنے کے لئے قرآن کریم کا علم حاصل کریں اور پھر اپنے نیک نمونے قائم کر کے دنیا کو اپنی طرف کھینچیں اور یہی علم اور عمل ہے جس سے اس زمانے میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آتے ہوئے قرآن کریم اور اسلام کی حفاظت کے کام میں حصہ دار بن سکتے ہیں اور دنیا کو بتا سکتے ہیں کہ اگر دنیا میں حقیقی امن قائم کرنا ہے تو قرآن کریم کے ذریعہ ہی قائم ہوسکتا ہے۔

قرآن کریم نے ایک جگہ اسلام کو قبول نہ کرنے والوں کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے کہ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا (القصص:58) اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اس ہدایت کی جو تجھ پر اتری ہے اتباع کریں تو اپنے ملک سے اچک لئے جائیں۔ پس اسلام کی تعلیم پر اعتراض اس لئے نہیں ہے کہ ظلم اور جبر کی تعلیم ہے بلکہ قبول نہ کرنے والے اسلام کی تعلیم پر جو اعتراض کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر ہم تیری تعلیم پر عمل کریں جو امن والی تعلیم ہے جو سلامتی والی تعلیم ہے تو ارد گرد کی قومیں ہمیں تباہ کر دیں۔ پس اسلام کی تعلیم تو دوستی کا ہاتھ بڑھانے کی تعلیم ہے۔ امن اور سلامتی قائم کرنے کی تعلیم ہے۔ امن اور محبت کا پیغام دینے کی تعلیم ہے۔ اگر بعض مسلمان گروہ عمل نہیں کرتے تو ان کی بدقسمتی ہے۔ قرآن بیشک اصل الفاظ میں ان کے پاس موجود ہے لیکن عمل نہیں ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کی اور قرآن کریم کے احکامات کی جو حفاظت کرنی تھی یا کرنی چاہئے وہ یہ لوگ نہیں کر رہے۔ اس کی حفاظت تو مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت نے ہی کرنی ہے۔

> اپنے عملی نمونوں سے دنیا کو بتائیں کہ آج قرآن کریم کی حفاظت کے کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق بخشی ہے اور یہ اس کا فضل ہے۔ قرآن کریم کی صحیح تفسیر اور تشریح ہی اس کی معنوی حفاظت بھی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے

دنیا کو ہم نے اپنے علم اور عمل سے بتانا ہے کہ دنیا کو اپنی سلامتی اور امن کا خطرہ اسلام سے نہیں بلکہ ان لوگوں سے ہے جو اسلام کے خلاف ہیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اقتباس میں بھی فرمایا ہے جو میں نے پڑھا کہ یہ لوگ جو اسلام کو بدنام کرتے ہیں وہ جھوٹ اور بہتان سے کام لیتے ہیں۔ اور ان کا یہ جھوٹ اور بہتان اصل میں دنیا کی سلامتی کو خطرے میں ڈال رہا ہے۔ یہ لوگ اپنے مفادات کے لئے، دنیا میں اپنی جغرافیائی اور سیاسی برتری حاصل کرنے کے لئے فساد برپا کئے ہوئے ہیں۔ مسلمان ممالک کے فساد میں بھی بعض بڑے ممالک کا حصہ ہے۔ اور اب تو مختلف مغربی میڈیا پر خود ان کے اپنے لوگ ہی کہنے لگ گئے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ شدت پسند تنظیمیں ہماری حکومتوں کی پیداوار ہیں جو ہم نے عراق کی جنگ کے بعد یا شام کے حالات کے بعد پیدا کی ہیں۔ اس بات سے میں مسلمانوں اور ان لوگوں کو جو اسلام کے نام پر مسلمان کہلاتے ہوئے شدت پسندی کا اور اسلام کی غلط تعلیم کے اظہار کا مظاہرہ کر رہے ہیں بری الذمہ نہیں کرتا لیکن اس آگ کو بھڑکانے میں بڑی طاقتوں کا بہرحال حصہ ہے۔ انصاف سے کام نہ لینے کی ایک بہت بڑی وجہ ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ کسی بڑی طاقت کی طرف سے ایک بیان آ گیا اور دنیا نے تسلیم کر لیا بلکہ ہر تجزیہ نگار کا میڈیا کے ذریعہ ہر جگہ پہنچنا یا اپنے خیالات پہنچانا اب آسان ہوگیا ہے۔ ابھی بھی ایک طرف تو شدت پسند لوگوں کو ختم کرنے کی باتیں ہوتی ہیں، ان پر بم گرائے جاتے ہیں اور دوسری طرف ان کو اسلحہ پہنچانے والوں اور غلط ذریعہ سے مال پہنچانے والوں یا مالی ٹرانزیکشن (Transaction) کرنے والوں کی طرف سے ان لوگوں نے باوجود علم ہونے کے کہ کس طرح یہ سب کچھ ہو رہا ہے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ پس دنیا کے امن اور سلامتی کو برباد کرنے والے صرف یہ مسلمان گروہ ہی نہیں ہیں جو اسلامی تعلیم کے خلاف چلتے ہوئے ظلم وفساد کر رہے ہیں بلکہ بڑی حکومتیں بھی ہیں جو اپنے مفادات کو اولیت دیتی ہیں اور دنیا کا امن ان کے نزدیک ضمنی اور ثانوی چیز ہے۔

ایک حقیقی مسلمان تو یہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ سلام ہے وہ اپنی مخلوق کے لئے سلامتی چاہتا ہے اور حقیقی مسلمانوں میں یقیناً احمدی ہی ہیں جو اس بات کا ادراک رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو سلامتی دینے اور دنیا میں امن وسلامتی قائم رکھنے کے لئے کتنے احکامات دیئے ہیں، کتنی زیادہ رہنمائی فرمائی ہے۔

خدا تعالیٰ ایک جگہ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ۔ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (الزخرف:90-89)۔ اور جب اس نے کہا کہ اے میرے

رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پس تو ان سے درگزر کر اور اتنا کہہ دے کہ سلام۔ (تم پر سلامتی ہو) پس عنقریب وہ جان جائیں گے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے۔

پس یہ ہے قرآن کریم کی تعلیم کہ جب آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں تو سننے والے انکار کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اے اللہ! میں تو ان کو امن اور سلامتی کی طرف بلا رہا

> ایک حقیقی مسلمان تو یہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ سلام ہے وہ اپنی مخلوق کے لئے سلامتی چاہتا ہے اور حقیقی مسلمانوں میں یقیناً احمدی ہی ہیں جو اس بات کا ادراک رکھتے ہیں

ہوں اور یہ انکار کر رہے ہیں۔ یہ صرف انکار ہی نہیں کر رہے، یہ ایسی قوم ہیں جو نہ صرف ایمان نہیں لاتی سلامتی کے پیغام کو نہیں سمجھتی بلکہ الٹا مجھے امن نہیں دیتی۔ ہم مسلمانوں کی سلامتی کو بھی برباد کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ۔ کہ ان سے درگزر کر۔ ان کو سمجھ نہیں ہے، یہ عقل نہیں رکھتے۔ بیوقوف لوگ ہیں۔غصہ میں آجاتے ہیں۔ ان کی یہ باتیں سن کر کہہ دے کہ مَیں تو تمہارے لئے سلامتی لایا ہوں اور میرا پیغام سلامتی کا ہے اور یہی پیغام میں پہنچاتا رہوں گا۔

پس آنحضرت ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ حکم دیا کہ اسلام مخالفین کی تمام زیادتیاں دیکھ کر اور سَہہ کر صرف یہ جواب دے کہ میں تمہیں سلامتی کا پیغام ہی دیتا ہوں اور دیتا رہوں گا تا کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ پس جب آنحضرت ﷺ کے لئے یہ حکم ہے تو پھر ہر مسلمان کے لئے یہ حکم کتنا ضروری ہے۔ آج بھی جب یہ حالات ہیں تو ہمارا یہی فرض ہے کہ اسی طرح پیغام پہنچائیں۔ ہمارا کام امن اور سلامتی کا پیغام پہنچانا ہے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اسلام کی طرف سے کبھی تلوار اٹھائی گئی تو وہ بھی حفاظت کے لئے اور امن قائم کرنے کے لئے اٹھائی گئی، کبھی ظلم کے لئے نہیں اٹھائی گئی۔ پس یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ قرآن کریم نے کبھی بھی اور کہیں بھی یہ حکم دیا ہو کہ جو تمہاری بات نہیں مانتا اس کے خلاف تلوار اٹھاؤ اور اسے تہہ تیغ کر دو۔ اگر کوئی مسلمان گروہ یا مسلمان سربراہ اپنے عمل سے اس کی نفی کر رہا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں امن قائم کر رہے ہیں تو وہ حقیقی اسلام نہیں ہے۔ وہ ان کے اپنے ذاتی مفادات ہیں جن کا وہ اظہار کر رہے ہیں یا بڑی طاقتوں کے مفادات ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو آلہ کار بنایا ہوا ہے۔ اور پھر اسلام پر ہی الزام کہ اس کی تعلیم ایسی ہے۔

ایک حقیقی مسلمان اور عبد رحمان کی تو پہچان ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان:64) اور جب جاہل لوگ ان سے لڑتے ہیں تو وہ بجائے لڑنے کے کہتے ہیں ہم تمہارے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ پس یہ قرآنی تعلیم ہے اور یہی تعلیم ہے جو ہر سطح پر امن اور سلامتی قائم کرنے اور اس کے لئے کوشش کرنے کا حکم دیتی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اور خاص طور پر نوجوانوں کو کسی بھی قسم کے احساس کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اسلام ہے اور صرف اسلام ہے جو دنیا میں امن وسلامتی کی ضمانت بن سکتا ہے۔ اور یہ قرآن کریم ہے اور صرف قرآن کریم ہے جو امن اور سلامتی پھیلانے کی اور شدت پسندی کے خاتمے کی تعلیم دیتا ہے۔ پس اس تعلیم کا ادراک حاصل کرنے کی ہر ایک کو ضرورت ہے۔ اس تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تعلیم پر عمل کریں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اپنے عملی نمونوں سے دنیا کو بتائیں کہ آج قرآن کریم کی حفاظت کے کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق بخشی ہے اور یہ اس کا فضل ہے۔ قرآن کریم کی صحیح تفسیر اور تشریح ہی اس کی معنوی حفاظت بھی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور ہمیں آپ علیہ السلام کو ماننے کی توفیق دے کر اس کام کے لئے ہمیں بھی چن لیا، ہمیں بھی توفیق دی۔ پس یہ خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلانے کا کام سرانجام دینا ہر احمدی کی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے ہر احمدی لڑکے لڑکی، مرد عورت کو کوشش کرنی چاہئے۔ دنیا اس وقت آگ کے گڑھے کے جس دہانے پر کھڑی ہے کسی وقت بھی ایسے حالات ہو سکتے ہیں کہ وہ اس میں گر جائے۔ ایسے وقت میں دنیا کو اس آگ میں گرنے سے بچانے کی کوشش کرنا اور امن اور سلامتی دینے کا کام کرنا ایک احمدی کی ذمہ داری ہے اور احمدی ہی کر سکتے ہیں۔ پس اس کے لئے کوشش کی ضرورت ہے اور سب سے بڑی چیز اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا ہے، اس کے آگے جھکنا ہے، اس کا تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ اس کا تقویٰ اپنے دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ تبھی ہم اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بھی اور دنیا کو بھی امن اور سلامتی دے سکتے ہیں۔ ایسے ہی موقع کے لئے اور ان حالات کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

> اگر اسلام کی طرف سے کبھی تلوار اٹھائی گئی تو وہ بھی حفاظت کے لئے اور امن قائم کرنے کے لئے اٹھائی گئی، کبھی ظلم کے لئے نہیں اٹھائی گئی۔

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

(درثمین صفحہ 154 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پس اس ذوالعجائب اور سب طاقتوں کے مالک خدا سے تعلق مضبوط تر کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ سے پیار میں بڑھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا داروں کو بھی عقل دے کہ وہ خدا تعالیٰ کی آواز کو سنیں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچیں۔

(خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 726)

عشقِ قرآن کریم

اور

جماعت احمدیہ

(مکرم مولانا صداقت احمد صاحب، مبلغ انچارج جرمنی)

اِس زمانہ میں قرآن کریم کی خدمت پر مامور کئے جانے والے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت و سوانح پر ایک طائرانہ نظر ہی ڈالتے ہیں تو واضح طور پر نظر آجاتا ہے کہ اس زمانہ میں سب سے بڑے عاشقِ قرآن آپ ہی ہیں۔ آپ کا مطہّر دِل قرآن کریم کی محبت سے سرشار تھا اور ایسا عشق تھا کہ جس کی نظیر گزشتہ صدیوں میں ملنا ناممکن ہے۔ آپؑ نے آج کے اس تاریک دور میں قرآن کریم کے حقیقی مطالب و معارف کو بیان کر کے دینِ اسلام کی حقیقی تصویر لوگوں کے سامنے رکھی۔ چنانچہ آپ علیہ السلام ایک جگہ پر فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے جو کچھ اپنی خوبیوں کا قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ تمام حسن اور محبوبانہ اَخلاق کے بیان میں ہے اور اس کے پڑھنے سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ پڑھنے والے کو خدا کا عاشق بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے ہزارہا عاشق بنائے اور مَیں بھی ان میں سے ایک ناچیز بندہ ہوں“۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ 64)

آپ علیہ السلام کا تو خمیر ہی محبتِ قرآن سے اٹھایا گیا تھا اس لئے آپ بچپن ہی سے دن رات قرآن شریف پڑھتے، اس پر تدبر کرتے اور حاشیہ پر نوٹس لکھتے رہتے تھے۔ آپؑ کے خادم مرزا سماعیل بیگ صاحب کی روایت ہے کہ ”کبھی حضورؑ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مجھے بلاتے اور دریافت کرتے کہ سنا تیرا مرزا کیا کرتا ہے؟ مَیں کہتا تھا کہ قرآن دیکھتے ہیں۔ اس پر وہ کہتے کہ کبھی سانس بھی لیتا ہے؟ پھر یہ پوچھتے کہ رات کو سوتا بھی ہے؟ مَیں جواب دیتا کہ ہاں سوتے بھی ہیں اور اُٹھ کر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اس پر مرزا صاحب کہتے کہ اُس نے سارے تعلقات چھوڑ دیئے ہیں، میں اَوروں سے کام لیتا ہوں۔ دوسرا بھائی کیسا لائق ہے مگر وہ معذور ہے“۔ (تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 65)

حضرت مولوی رحیم بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں قادیان میں حضورؑ کے کمرہ کے باہر سویا ہوا تھا۔ رات کو عاجز کی آنکھ کھلی تو کیا سنتا ہوں کہ حضور چلّا چلّا کر قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے عشق کا اظہار کرتا ہے۔ حضور کے عشق کی کیفیت عاجز کے بیان سے باہر ہے۔

(الحکم 21 جولائی 1934 صفحہ 4)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کا بیان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ جب تنہائی میں قرآن کریم پڑھتے تو اس میں رقّت و گداز کی لہریں پیدا ہوتی تھیں۔ آپؑ کے رنگ میں مَیں نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو ترنم کرتے پایا ہے۔ غرض قرآن کریم کے پڑھتے یا سنتے وقت حضرت اقدسؑ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی تھی۔

(حیات امین صفحہ 11 اور 12 مرتبہ قریشی عطاء الرحمٰن صاحب اعوان)

موصوف ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ کی تلاوت قرآنی کے واقعات کی متواتر شہادت ان لوگوں سے ملی ہے جنہوں نے بلاواسطہ آپؑ کو تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔ آپؑ کے کلام میں ایک درد، رقّت اور محبت کی لہر ہوتی تھی، باوجودیکہ اس میں موسیقی کا رنگ نہ ہوتا تھا۔ مگر اس میں بے انتہا جذب اور کیف آور لہر ہوتی تھی۔ آپ کے قرآن مجید پڑھنے کے کئی طریق تھے۔ بعض اوقات آپ قرآن مجید کو اس نیت سے پڑھتے تھے جبکہ آپ کو کوئی مضمون لکھنا ہوتا تھا۔ اس کا رنگ بالکل الگ تھا۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے محبت و عشق کی کیفیت میں ایک ہنگامہ خیز کیف پیدا کرنے کے لئے تلاوت کرتے تھے اور یہ علی العموم آپ رات کو فرماتے تھے جبکہ دنیا سوئی ہوتی تھی۔ اس وقت آپؑ گنگنا کر قرآن مجید پڑھتے اور آپؑ پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہوتی تھی اور اس کیفیت کا ذکر آپؑ نے یوں فرمایا ہے ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(الحکم 21 جولائی 1934 صفحہ 4)

آپؑ کے فرزند حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی روایت ہے کہ ”آپؑ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ مَیں بِلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شائد دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو“۔

(حیات طیبہ صفحہ 13)

آپؑ کی تلاوت کے طریق کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا شریف احمد صاحب بیان فرماتے ہیں:

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ ایک بڑی تقطیع کے قرآن شریف پر تلاوت فرما رہے تھے۔ اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے اور ہر لفظ پر اُنگلی رکھتے تھے۔ گویا قرآن شریف کی تلاوت سے جہاں زبان اس کو پڑھنے کی برکت حاصل کر رہی ہے اور آنکھوں کو یہ ثواب ہے کہ وہ اسے دیکھ رہی ہیں اور کان اسے سننے کا اجر پا رہے ہیں۔ وہاں اُنگلی اور ہاتھ بھی اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔ (ذکر حبیب تقریر جلسہ سالانہ 1956 صفحہ 16 اور 17)

قرآن کریم کے مطالعہ اور اس کے مضامین پر تدبر کا کیا حال تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ پالکی میں بیٹھ کر قادیان سے بٹالہ تشریف لے جا رہے تھے (اور یہ سفر قریباً پانچ گھنٹے کا تھا)۔ آپؑ نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور سورہ فاتحہ کو پڑھنا شروع کیا اور برابر پانچ گھنٹے تک اسی سورۃ کو اس استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک وسیع سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں آپ اپنے ازلی محبوب کی محبت و رحمت کے موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔ (سیرت طیبہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قرآن کریم کے ساتھ اس عاشقانہ کیفیت کا عکس آپؑ کے صحابہ اور متبعین میں بھی نظر آتا ہے۔ جن میں حضرت حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کا نام سب سے نمایاں ہے۔ آپ کی زندگی قرآنی علوم کے لئے وقف تھی۔ آپ وفات تک قرآن کریم کے درس و تدریس میں مصروف رہے۔ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ ”خدا تعالیٰ مجھے بہشت اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا تا کہ حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں پڑھاؤں اور سنوں“۔ (تذکرۃ المہدی ج1، صفحہ 246)

نیز فرمایا: ”قرآن میری غذا، میری تسلی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے اور میں جب تک اس کو کئی بار مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا، مجھے آرام اور چین نہیں آتا“۔

(ترجمۃ القرآن شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ 46)

آپ کے عشقِ قرآن کی گواہی خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دی۔ فرمایا: ”میں نے کسی کے دل میں اس طرح قرآن کریم کی محبت نہیں پائی جس طرح آپؑ کا دل فرقانِ حمید کی محبت سے لبریز ہے“۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 586)

حضرت امام الزمان علیہ السلام کے موعود فرزند ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے علوم قرآن سے سرفراز فرمایا اور فرشتے آپ کو قرآن سکھایا کرتے تھے آپ اپنے بارے میں خود بیان فرماتے ہیں:

”خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لیے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں ہیں۔ وہ علم خدا نے مجھے عطا فرمایا اور وہ چشمہ روحانی جو میرے سینے میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے، بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردے پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعوی کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلے کے لیے تیار ہوں، لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردے پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اس زمانے میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر فرمایا ہے۔ خدا نے مجھے اس غرض کے لیے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلے میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کے لیے شکست دے دوں“۔ (الموعود، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 614)

حضرت مولوی محمد عمر صاحب مالا باریؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں:

”حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ صحیح معنوں میں ایک عاشقِ قرآن تھے جس کی ہر آیت سے آپ کو بے انتہا اُنس تھا۔ آپ کی خواہش پر نصف سال سے روزانہ بعد نماز فجر آپ کو قرآن پاک سناتا تھا، کیونکہ آپ کی نظر کی کمزوری کی وجہ سے خود تلاوت قرآن

نہیں کر سکتے تھے۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر قرآن کریم اپنے سینہ پر رکھ کر لیٹ جاتے اور میرا انتظار فرمایا کرتے تھے۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ تلاوت کے وقت آپ پر رقت طاری نہ ہوتی ہو۔ تلاوت کیا تھی وہاں پر ایک روحانی سماں بندھ جاتا تھا۔ خشیت و محبتِ الٰہی سے بعض اوقات آپ بے اختیار رو پڑتے تھے۔ ہدایت یافتہ لوگوں اور ان پر خدا کی رحمت و نعمت کا ذکر آنے پر کئی دفعہ کہہ اٹھتے کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ (اے اللہ! ہمیں ان میں سے بنانا۔ اے اللہ! ہمیں ان میں سے بنانا) اسی طرح جب مغضوب علیھم اور ان پر خدا تعالیٰ کے قہر و غضب کا ذکر آتا تو آپ بے قرار ہو کر استغفار پڑھنے لگتے اور ساتھ ہی نہایت تذلل اور انکسار سے دعا کرتے کہ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ (اے اللہ! ہمیں ان میں سے نہ بنانا۔ اے اللہ! ہمیں ان میں سے نہ بنانا۔) تلاوت قرآن کے بعد جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدارَین خیراً کہتے ہوئے میرے لیے بہت دیر تک دعا فرماتے رہتے۔ چنانچہ کئی دفعہ فرمایا کہ ’’میرے پیارے بچے! آپ روزانہ میرے کانوں میں خدا تعالیٰ کی آواز پہنچاتے ہو، اس وجہ سے آپ کے لیے جو دعائیں نکلتی ہیں، وہ میرے دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہیں۔ کوئی رسمی دعائیں نہیں‘‘۔ آپ صرف میرے لیے ہی نہیں بلکہ میرے والدین اور اساتذہ کے لیے بھی دعا فرماتے۔ آپ کی وفات کے بعد محترمہ اماں جی نے یہ قرآن کریم خاکسار کو بطور تبرک عطا فرمایا ہے۔

(اصحاب احمد جلد 9 صفحہ 406-405)

عام طور پر رؤساء قرآن کریم کی تعلیم سے اپنے آپ کو بالا اور بے نیاز سمجھتے تھے۔ بہت ہوا تو ناظرہ سیکھ لیا، لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متموّل صحابہ بھی آپ کی تاثیر قدسی سے عشق قرآن میں ڈوبے ہوئے تھے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ رئیس مالیر کوٹلہ کے بارے میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں کہ نواب صاحبؓ صبح کی نماز سے قبل قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید ایک سمندر ہے، جو کوئی بھی اس بحر میں غوطہ زنی کرے خالی ہاتھ نہ لوٹے گا، بلکہ کچھ نہ کچھ حاصل کر لے گا۔ آپ تلاوت کثرت سے کرتے اور بعض نکات کے معلوم ہونے پر ان کے متعلق علماء سلسلہ سے تبادلہ خیالات کرتے۔ آپؓ تلاوت پابندی سے کرتے تھے اور ماہ رمضان مبارک میں اس میں اور زیادتی ہو جاتی تھی۔ قرآن کریم کی تلاوت آپ کی غذا تھی۔ قرآن مجید سے عشق ہی تھا کہ آپؓ نے حضرت اقدسؑ کی وساطت سے حضرت مولوی نور الدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) کو اپنے ہاں مالیر کوٹلہ بلوایا۔ قریباً سال بھر مع اہل و عیال و شاگردان ہر قسم کا خرچ برداشت کر کے تفسیر پڑھی اور دوسری بار پھر ڈیڑھ ماہ کے قریب آپؓ کو رکھا۔ بعد ازاں بھی ہمیشہ خواہش رہی کہ حضرت مولوی صاحبؓ وہاں پھر تشریف لائیں۔ بھلا رؤساء کو ان باتوں سے کیا؟ لیکن یہ قرآن مجید کے عشق کا جذبہ ہی تھا جو کارفرما تھا۔ تلاوت قرآن مجید کی کثرت کے باعث قریباً تمام قرآنی دعائیں آپ کو یاد تھیں۔

(اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 520-519)

حضرت چودھری نصر اللہ خاں صاحبؓ (والد ماجد حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ) کو قرآن مجید سے ایسا عشق تھا کہ آپ جوانی کے ایام میں جب عموماً دنیوی مشاغل کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے باقاعدگی کے ساتھ قرآن مجید کے درس میں شامل ہوتے تھے۔ اور اسی عشق و محبت کا نتیجہ تھا کہ آپ نے اپنی پیرانہ سالی میں، جب عموماً قویٰ کمزور ہو جاتے، دماغی طاقت گھٹ جاتی ہے اور انسان فطرتاً آرام کا محتاج ہو جاتا ہے، قرآن مجید حفظ کیا جبکہ آپ قادیان میں ناظر اعلیٰ، سیکرٹری بہشتی مقبرہ وغیرہ کے فرائض کے بارِ گراں کو اٹھائے ہوئے تھے۔ دفتری اوقات سے فراغت کے بعد قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف رہتے۔ حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ آپؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’قرآن کریم کے ساتھ آپؓ کو بہت محبت تھی۔ عشاء کی نماز کے بعد سونے تک اکثر قرآن کریم کی تلاوت میں گزارتے تھے۔ میرے انٹرنس کے امتحان میں چھ ماہ کے قریب باقی تھے کہ ایک دن آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ’’قرآن مجید کا ترجمہ کتنا پڑھ لیا ہے‘‘۔ ان دنوں مَیں مکرمی جناب مولوی فیض الدین صاحبؓ سے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا کرتا تھا۔ میں نے جواب دیا۔ ’’ساڑھے سات سپارے پڑھے ہیں‘‘ فرمایا: ’’تمہارا امتحان قریب آرہا ہے۔ جب تم کالج چلے جاؤ گے تو ان امور کی طرف توجہ کم ہو جائے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ امتحان سے پہلے قرآن کریم کا ترجمہ تم ختم کر لو۔ اس لیے بجائے مسجد میں جا کر پڑھنے کے مجھ سے ہی پڑھ لیا کرو۔ اس طرح باقاعدگی سے پڑھ سکو گے اور جلد ختم کر سکو گے‘‘۔ چنانچہ اس کے بعد میں دن کے وقت میں دو تین رکوع کا ترجمہ دیکھ چھوڑتا تھا اور عشاء کے بعد والد صاحب کو سنا دیا کرتا تھا۔ اس طرح کالج میں داخل ہونے سے پہلے آپ نے مجھے قرآن کریم کا سادہ ترجمہ ختم کرا دیا۔

فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء

(اصحاب احمد جلد 11 صفحہ 147-146)

حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ نے بڑھاپے میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ قرآن کے مطالب و معانی کے حصول کا آپ کو بہت شوق تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ امرتسر میں مجھے فرمایا کہ مجھے کوئی قرآن پڑھا دے تو میں اس کے پاس رہ پڑنے کو تیار ہوں، گھر بھی نہ جاؤں گا۔

(اصحاب احمد جلد 11 صفحہ 135)

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ کے عشق قرآن کا واقعہ نہایت ایمان افروز ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے رمضان شریف میں سارے قرآن مجید کا درس دینا تھا۔ ادھر بھائیوں کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ والد مرحوم کی جائیداد کے انتقال کے لیے فلاں روز پہنچنا ضروری ہے۔ آپ نے سوچا کہ اس طرح تین دن صرف ہو کر تین سپارے کے درس سے محروم رہ جائیں گے۔ ان کو اطلاع دی کہ میں قادیان درس قرآن میں شمولیت کے لیے جا رہا ہوں۔ خواہ میرے نام انتقال ہو یا نہ ہو۔ تحصیلدار بندوبست کی آنکھیں اس خط

کو دیکھ کر پُر آب ہوگئیں اور اس نے کہا کہ ایمان تو ایسے لوگوں کا ہے۔ میں مسل دبا رکھتا ہوں مولوی صاحب کے آنے پر مہتمم بندوبست کے پیش کروں گا۔

(اصحاب احمد جلد 10 صفحہ 239)

حضرت مولانا ابوالبرکات غلام رسول صاحب راجیکیؓ عشق قرآن کا تذکرہ بھی نہایت ایمان افروز ہے۔ آپ اپنی زندگی کے اکثر حصہ میں اعصابی امراض کا شکار رہے ہیں، لیکن باوجود شدید تکلیف کے آپ کبھی شکوہ کا لفظ زبان پر نہیں لائے اور صبر و تسلیم کے ساتھ ہر وقت دینی امور کی سرانجام دہی کے لیے مستعد رہے۔ آپ نے سالہاسال تک مسجد اقصیٰ قادیان میں رمضان المبارک میں درس دیا۔ کئی دفعہ شدید دماغی محنت کے باعث اعصابی مرض کا حملہ ہو جاتا اور آپ کی آنکھوں اور چہرہ پر تشنج ایسی صورت ہو جاتی، لیکن آپ ایسی حالت میں بھی درس القرآن میں مصروف رہتے۔ بعض دوست ہمدردی کے باعث آرام کا مشورہ دیتے تو آپ پنجابی زبان کی کہاوت بیان کرتے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر گُڑ کھاتے ہوئے کسی کی موت واقع ہو تو ہونے دو اور فرماتے کہ اگر میری موت کلام الٰہی سناتے ہوئے واقع ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوگی۔ جب بھی بیماری سے ذرا افاقہ ہوتا تو لوگوں کو جمع کر کے تبلیغ کرتے، قرآن کریم کا درس دیتے۔ اس تکلیف میں چھ ماہ کا لمبا عرصہ گزر گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیحؒ کے ارشاد پر حضرت مولوی صاحبؓ لاہور اپنے اہل وعیال کے پاس چلے گئے۔ وہاں آپ نے درس القرآن کا سلسلہ شروع کر دیا۔ باوجودیکہ امیر جماعت قریشی حکیم محمد حسین صاحب نے فرمایا کہ ہم تو آپ کی شدید اور پیچیدہ بیماری کے علاج کے لیے آپ کو میو ہسپتال میں داخل کرنے کا انتظام کر رہے ہیں، درس دینا آپ کے لیے سخت مضر ہے۔ آپ نے ایک رؤیا کی بنا پر فرمایا کہ میرا علاج میو ہسپتال میں نہیں بلکہ درس سے ہوگا۔ چنانچہ درس شروع کرنے کے ایک ہفتہ بعد پیشاب اصل راستہ سے آنے لگا اور وہ خطرناک زخم ایک ماہ میں مندمل ہوگیا۔ (اصحاب احمد جلد 8 صفحہ 37)

مکرم محمد شفیق قیصر صاحب کے والد محترم چودھری محمد حسین صاحب ضلع راجن پور کے ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ اپنے خاندان میں پہلا احمدی ہونے کی سعادت پائی اور آپ کی تبلیغ سے دیگر افرادِ خاندان احمدیت کی آغوش میں آئے۔ قرآن کریم کے عاشق تھے اور ایک چھوٹے سائز کا نسخہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے۔ زمینداری کے دوران جب بھی وقت ملتا تو دوسروں کی طرح گپ شپ کرنے یا حقّہ پینے کی بجائے تلاوت میں مصروف ہوجاتے۔ اگر ایسا وقت ہوتا جب روشنی کم ہونے کی وجہ سے قرآن کریم پڑھ نہ سکتے تو قرآن کریم کی مسنون دعائیں بلند آواز سے پڑھتے رہتے۔

مکرم ڈاکٹر عمر احمد صاحب جو مئی 2010ء کو لاہور کی احمدیہ مساجد میں ہونے والی دہشتگردی کے نتیجہ میں شہید ہوئے، کی اہلیہ صاحبہ اپنے شہید خاوند کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

(میرے شوہر) مجھ سے نماز اور قرآن کریم کی تلاوت کا ضرور پوچھتے۔ کہتے کہ ثمرین کو گود میں بٹھا کر تلاوت کیا کرو اس طرح بچے کو بھی شوق پیدا ہوتا ہے۔ خود صبح تلاوت کئے بغیر گھر سے نہیں نکلتے تھے۔ چاہے ایک آیت ہی پڑھ لیں ترجمے کے ساتھ ضرور پڑھتے تھے۔ اکثر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ارشاد سنایا کرتے تھے کہ بے شک ناشتہ چھوڑ دو مگر صبح قرآن مجید کی تلاوت ضرور کیا کرو۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد لمبا وقت نوافل میں صَرف کرتے۔ (روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11 جون 2011ء)

حضرت چودھری غلام حسن صاحبؓ نمبردار سیالکوٹی جٹ باجوہ ولد چودھری صوبے خان صاحب 1878ء میں بمقام تلونڈی عنایت خاں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ 1900ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ شب بیدار، متدین اور مخیر بزرگ تھے۔ آپ کو قرآن سے غایت درجہ محبت تھی آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم گرمی کے موسم میں قادیان گئے۔ میری بیوی اس وقت میرے ساتھ تھی۔ ملاقات کے موقع پر میری بیوی سے حضرت مسیح موعودؑ نے دریافت فرمایا کہ لڑکی تم کچھ پڑھی ہوئی ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں حضور میں قرآن شریف باترجمہ پڑھی ہوئی ہوں اور تفسیر محمدی بھی پڑھی ہوئی ہوں۔ چنانچہ آپؑ نے اس سے قرآن شریف ترجمہ کے ساتھ سنا۔ آپؑ نے فرمایا ''ترجمہ وہی ہے جو تم نے پڑھا ہوا ہے لیکن سمجھ میں فرق پڑ گیا ہے۔ میری منشاء ہے کہ چند یوم یہاں ٹھہرو اور مجھ سے پڑھ کر جاؤ تو جا کر عورتوں کو وعظ کرو کیونکہ عورتیں عورتوں کو اچھی طرح وعظ کرسکتی ہیں''۔ اگلے روز صبح کے وقت حضور نے میری بیوی کو سورۃ فاتحہ کا سبق دینا شروع کیا۔

(بحوالہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9 ستمبر 2010ء)

محترم غلام حسین صاحب ابن مکرم نظام دین صاحب قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے چار بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ گو آپ کو اسکول جانے کا موقعہ نہیں ملا تھا مگر تعلیم کے حصول کی شدید خواہش تھی۔ آپ نے اپنے ذاتی شوق اور لگن سے قرآن مجید پڑھنا سیکھا اور قرآن مجید کی تلاوت سے آپ کو خاص عشق تھا۔ عموماً فرض نمازوں کے بعد مسجد میں اور نماز فجر کے بعد گھر آ کر تلاوت کیا کرتے تھے۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے حصول کے لئے آپ نے خاص محنت کی۔ گھر میں ناشتہ اُسی بچہ کو ملتا جو قرآن مجید کی تلاوت کر لیتا۔

(ہفت روزہ ''بدر'' قادیان، درویش نمبر 2011ء)

محترم ڈاکٹر صالح محمد الٰہ دین صاحب 3 مارچ 1931ء کو الٰہ دین بلڈنگ سکندرآباد میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب کے پوتے اور مکرم سیٹھ علی محمد الٰہ دین صاحب کے بیٹے تھے۔ آپ حافظ قرآن تھے اور آپ نے یونیورسٹی آف شکاگو (امریکہ) سے Astronomy & Astrophysics میں Ph.D کی ڈگری حاصل کی ہوئی تھی۔ محترم ڈاکٹر صاحب کو قرآن مجید سے بے پناہ عشق تھا۔ بچپن میں اپنے والد محترم کی خواہش کی اتّباع میں آپ نے قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ آپ کی تربیت میں گھر والوں کے علاوہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ کا بھی اہم کردار تھا جو درس قرآن دیا کرتے تھے اور آپ کی تربیت اپنے جانشین کے رنگ میں کرنے کی کوشش

کرتے تھے۔ چنانچہ اُن کی وفات کے بعد آپ نے سکندرآباد میں التزام کے ساتھ درسِ قرآن جاری کیا۔ حضرت عرفانی صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تصانیف فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام کے حضرت اقدسؑ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے مسوّدات بھی آپ کو عطا فرمائے تھے جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے سپرد کر دیئے۔

قرآن مجید کی بکثرت تلاوت کرتے، بہت غور وفکر کرتے، عمل کرتے اور دوسروں کو بھی توجہ دلاتے۔ آپ کہا کرتے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور سائنس اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اس لئے ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔ بعض آیات پر غور کر کے سائنسی تحقیق کرتے اور جو معارف سمجھ آتے وہ خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ارسال کر دیتے۔ یہ قرآن ہی کی عظمت ہے کہ آپ کی ریسرچ بہت مقبول ہوئی اور آپ کو متعدد اعزازات سے نوازا گیا۔ ہندوستان کا سب سے بڑا سائنسی ایوارڈ "Meghnad Saha Award" بھی آپ کو دیا گیا۔

(روزنامہ "الفضل" ربوہ 4 جون 2011ء)

مکرم محمد شفیع خان صاحب دو مخلص احمدیوں (محترم انشاء اللہ خان صاحب اور محترم محمد شہزادہ خان صاحب) کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ 1965ء میں میری تبدیلی کراچی سے لاہور ہوئی تو محترم انشاء اللہ خان صاحب سے میری پہلی ملاقات دہلی دروازہ کی مسجد میں ہوئی جو اُن دنوں جماعت احمدیہ لاہور کی مرکزی مسجد تھی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ہم مسجد سے اکٹھے نکلے اور پیدل چلتے ہوئے میو ہسپتال چوک تک آئے۔ وہاں سے اپنی اپنی راہ لی۔ راستہ میں انہوں نے اپنا تعارف کروایا اور اپنے دفتر آنے کی دعوت دی۔ وہ عمر میں پچاس کے لگ بھگ ہوں گے جبکہ مَیں ابھی خادم تھا۔ وہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ تھے۔ اُس وقت لاہور میں دو یا تین چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ تھے جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ لیکن انشاء اللہ خانصاحب اپنے لباس اور طرز زندگی کے لحاظ سے نہایت سادہ مگر پُروقار اور منکسر المزاج انسان تھے۔ اُن کی ذات کا عکس میری روح پر آج بھی نقش ہے۔ ایک روز انہوں نے مجھے کہا کہ تم مجھے کچھ ایسے بچے ڈھونڈ کر دو جنہیں مَیں قرآن شریف پڑھا دیا کروں۔ مَیں نے ان سے کہا کہ میں آپ کے گھر سے دو تین میل دُور ساندہ کلاں میں رہتا ہوں۔ کیا آپ کے پاس گاڑی ہے جس پر آپ اتنی دُور آ سکیں گے؟ کہنے لگے گاڑی تو ہے لیکن مَیں پیدل جایا کروں گا تا کہ سیر بھی ہو جائے۔ کچھ دن بعد پھر انہوں نے مجھ سے مطالبہ دہرایا تو مَیں نے کہا ابھی تک کسی سے رابطہ نہیں ہوا۔ میرا جواب سن کر وہ مجھ سے ناراض ہو گئے۔ پھر کئی روز بعد ملے تو بہت خوشی سے بتایا کہ مجھے بچے مل گئے ہیں۔ آپ صبح گھر سے تہجد ادا کر کے نکلتے اور پیدل چل کر بچوں کے گھر جا کر پہلے نماز فجر باجماعت ادا کرتے پھر بچوں کو قرآن کریم پڑھا کر پیدل واپس آتے۔ پھر دفتری اوقات کے بعد پیدل نکلتے اور قرآن کریم پڑھا کر مغرب تک واپس آجاتے۔ آپ نے 'یسرنا القرآن' منگوا کر بلامعاوضہ بچوں کو دیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد سناتے کہ جو قرآن کریم کو دنیا میں عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔

(روزنامہ "الفضل" ربوہ 24 مئی 2011ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں خدا تعالیٰ نے محبت قرآن کی جو لَو جلائی تھی، حضور علیہ السلام نے اسے اپنے سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں متبعین کے سینوں میں روشن فرما دیا۔ جن میں سے ایک ایک فرد اپنے سینہ کو عشق قرآن سے گرمائے ہوئے اس کی حفاظت پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نظر آتا ہے اور اپنے امام علیہ السلام کے ان الفاظ کا مصداق دکھائی دیتا ہے:

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم"۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

نورِ فرقاں

ہے کوئے محبت میں خرد سربگریباں
پہنائیِ ظلمات میں شمعیں ہیں فروزاں

تاجِ سرِ محبوبؐ ہے "لولاک" کا تحفہ
جبریلؑ امیں لائے خداوند کا فرماں

یُوں خوبیٔ الہام کی تکمیل ہوئی ہے
ہر لفظ ہے سر چشمۂ آسودگیٔ جاں

ہوتی ہے ہر اک رُوح پہ انوار کی بارش
ہر مردِ مسلماں کے شگفتہ ہیں دل و جاں

کرتی ہے ہر اک نقشِ کفِ پا کو اُجاگر
منزل کا پتہ دیتی ہے ہر آیۂ قرآں

ہر حرف، بلاغت کی بہاروں کا ہے ضامن
ہر برگِ گلِ تر میں ہے اِک صحنِ گلستاں

وابستہ اسی سے ہے بہرحال و بہر رنگ
آرائش و آسائش و بہبودیٔ انساں

ہم فرشِ زمیں پر ہوں کہ ہوں چرخِ کہن پر
فرقاں میں میّسر ہیں ہدایات کے ساماں

فرمایا ہے کیا خوب مسیحائے زماںؑ نے
آں دیدہ کہ نورے نگرفت ست زِ فرقاں
حقّا کہ ہمہ عمر زِ کوری نہ رہیدہ

(جناب نسیم سیفی)

جرمن مستشرق ''نولڈکے'' کا اعتراض اور اس کا جواب

حضرت مصلح موعودؓ کی تصنیف لطیف ''تفسیر کبیر'' قرآن کریم کی ایک منفرد خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مستشرقین کے قرآن کریم پر اعتراضات کو بیان کر کے ان کا شافی وکافی جواب دیا گیا ہے۔ ذیل میں ایک ایسا ہی اعتراض اور اس کا جواب ہدیۂ قارئین ہے۔سورۃ البروج کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''نولڈکے (Theodor Nöldeke) جرمن مستشرق اِسے زمانۂ اوّل کے پہلے دَور یعنی ابتدائی اڑھائی سال کے اندر کی قرار دیتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اُس نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مَانَقَمُوْا سے لے کر ذَالِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ تک بعد کی ہیں۔ بعد کی آیات سے یہ مراد نہیں کہ کسی اور نے ملا دی ہیں بلکہ اس کے نزدیک مدنی زندگی میں خود رسول کریم ﷺ نے ملائی ہیں۔ وہ کہتا ہے اِن آیتوں کی عبارت مکّی عبارتوں سے مختلف ہے۔ کیونکہ یہ آیتیں باقی آیتوں سے لمبی ہیں اور مدنی سورتوں سے مِلتی ہیں۔

وہیری اس پر ایک اور بات زائد کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے اِس سورۃ میں مومنات کا لفظ آیا ہے۔ جیسا کہ آتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ۝ اور مومنات کا لفظ مدنی سورتوں میں ہی مروّج ہوا ہے مکّی سورتوں میں نہیں۔ اس طرح نولڈکے کے خیالات کی وہ تصدیق کرتا ہے۔ نولڈکے کا خیال ہے کہ آٹھویں آیت سے لے کر گیارھویں آیت تک مدنی زمانہ کی آیات ہیں۔ جہاں تک مکّی اور مدنی آیتوں کا سوال ہے ہمیں اِس بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ کوئی آیت مکّی ہے یا مدنی۔ ہمارے نزدیک ہر آیت خدا تعالیٰ کی نازل کی ہوئی ہے اور ہر آیت ہمارے لئے قابلِ عمل ہے خواہ وہ مکّہ میں نازل ہوئی ہو یا مدینہ میں۔ اس لئے ان کے مدنی یا مکّی ہونے سے ہمارے نزدیک کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ اور اگر منکرین اسلام کے نظریہ کو لو تو اُن کے نزدیک ہر آیت رسول کریم ﷺ کی اپنی بنائی ہوئی ہے۔ اس لئے اُنہیں بھی اِس بحث سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا کہ کوئی آیت مکّی ہے یا مدنی۔ لیکن یہ بتانے کے لئے کہ مستشرقینِ یورپ اسلام کے متعلق بعض دفعہ کیسی رکیک اور بے بُنیاد باتیں بیان کرتے ہیں، مَیں اس اعتراض پر بحث کرتا ہوں۔

جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں نولڈکے کا یہ دعویٰ خلافِ عقل ہے۔ کیونکہ چند آیات کے ذرا لمبا ہو جانے سے اُن کے بعد میں نازل ہونے کا کوئی ثبوت نہیں نکل سکتا۔ آخر قرآن کریم کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سارے کا سارا اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ اور نولڈکے اور اُس کے ساتھیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ سارا محمّد رسول اللہ ﷺ نے بنایا ہے۔ بہرحال کِسی تیسرے شخص کا تو یہاں سوال ہی نہیں۔ اب اگر یہ بات مان لی جائے کہ قرآن سارے کا سارا خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے تو یہ کہنا کہ مدینہ میں خدا تعالیٰ لمبی آیتیں نازل کر سکتا تھا لیکن مکّہ میں نہیں، حماقت ہے اور اگر اس نظریہ کو لے لیا جائے کہ تمام سورتیں رسول کریم ﷺ کی اپنی بنائی ہوئی ہیں تب بھی نولڈکے اور دوسرے مستشرقین کا یہ کہنا کہ محمّد رسول اللہ ﷺ مکّہ میں لمبی آیتیں نہیں بنا سکتے تھے لیکن مدینہ میں بنا سکتے تھے، بیہودہ بات ہے۔ کسی حکمت کے ماتحت اگر عام طور پر مکّی آیتیں چھوٹی ہیں تو اِس کے یہ معنی نہیں کہ اِن آیات کو بنانے والا لمبی آیتیں ضرورت کے موقع پر نہیں بنا سکتا تھا۔ پس عقلی طور پر یہ دعویٰ بالکل باطل ہے۔

واقعات کے لحاظ سے بھی یہ بات درست ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ مومنات کا لفظ جس پر وہیری نے بُنیاد رکھی ہے اور کہا ہے کہ یہ صرف مدنی سورتوں میں آیا ہے مکّی سورتوں میں بھی آتا ہے۔ چنانچہ سورۂ نوح کی آیت رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا۝(نوح:29) یہاں مومنات کا لفظ بھی آیا ہے اور یہ آیت بھی لمبی ہے۔ گویا دونوں باتیں اِس آیت میں پائی جاتی ہیں۔ اور سورۂ نوح وہ سورۃ ہے جس کے مکی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ فتح البیان کا مصنّف لکھتا ہے۔ اِنَّهَا مَكِّيَّةٌ قَالَ الزُّبَيْرُ نَزَلَتْ بِمَكَّةَ یعنی سورۂ نوح مکّی ہے اور حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ یہ مکّہ میں نازل ہوئی تھی۔ روح المعانی کے مصنف لکھتے ہیں مَكِّيَّةٌ بِالْاِتِّفَاقِ اِس پر سب اتفاق کرتے ہیں کہ سورۂ نوح مکّی ہے۔ نولڈکے جو سورۂ بروج کی بعض آیتوں کے لمبا ہونے سے یہ استدلال کرتا ہے کہ وہ مدنی ہیں وہ بھی سورۂ نوح کے متعلق لکھتا ہے کہ یہ پہلے پانچ سال کی سورتوں میں سے ہے۔ اور وہیری جو مومنات کے لفظ کی وجہ سے سورۂ بروج کی آیات کو مدنی قرار دیتا ہے وہ بھی سورۂ نوح کے متعلق لکھتا ہے کہ یہ ساتویں سال نبوّت کی ہے۔ پس نولڈکے اور وہیری کی اپنی شہادتوں سے یہ بات ثابت ہے کہ مکّی سورتوں میں مومنات کا لفظ بھی آتا ہے اور اس کی بعض آیات لمبی بھی ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ سورۂ بروج کے متعلق جو انہوں نے استدلال کیا تھا وہ محض ایک ڈھکوسلہ تھا اور ڈھکوسلہ چونکہ یاد نہیں رہتا اِس لئے کسی موقع پر کچھ نتیجہ نکال لیا اور کسی موقع پر کچھ۔

بات یہ ہے کہ قرآن کریم کے متعلق مستشرقینِ یورپ جس چیز کو دلیل قرار دیتے ہیں وہ محض ظنّ اور تخمین ہوتی ہے۔ اور ہمارے ہندوستانی نَو تعلیم یافتہ جب کوئی بات اُن کے مُنہ سے سُنتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ وہ وحی الٰہی سے بھی زیادہ مقدّس ہے۔ حالانکہ اگر غور سے کام لیا جائے تو ایک ڈھکوسلے سے زیادہ اُس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ (تفسیر کبیر جلد8 صفحہ 354-353)

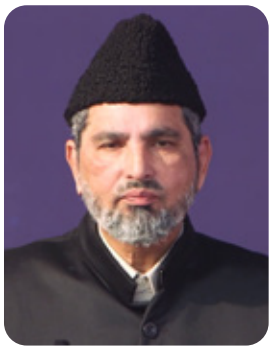

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

مقبول دعاؤں کے ایمان افروز واقعات

مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب۔ ناظر دعوت الی اللہ قادیان

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (التوبہ:103)

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو
(کلام محمود)

اے رسول ﷺ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے تا کہ تو انہیں پاک کرے اور ان کی ترقی کے سامان مہیا کرے۔ اور ان کے لئے دعائیں بھی کرتا رہ۔ کیونکہ تیری دعا ان کی تسکین کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری دعاؤں کو بہت سننے والا اور حالات کو جاننے والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ تو ان کے لئے دعائیں بھی کرتا رہ۔ کیونکہ تیری دعا ان کی تسکین کا موجب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

”خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اُولیٰ ہیں۔ ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے“۔ (شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

آپؑ دعا کا مضمون بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے۔ کبھی وہ ان کی دعائیں قبول کر لیتا ہے اور کبھی اپنی مشیت ان سے منواتا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات مانتا ہے اور اس کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے۔ اور پھر دوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی بات اس سے منوانا چاہتا ہے۔

ایک جگہ قرآن شریف مومنوں کی استجابت دُعا کا وعدہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ یعنی تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اور دوسری جگہ اپنی نازل کردہ قضاء و قدر پر خوش اور راضی رہنے کی تعلیم دیتا ہے جیسا کہ فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ (البقرہ:156) پس ان دونوں آیتوں کو ایک جگہ پڑھنے سے صاف معلوم ہوجائے گا کہ دعاؤں کے بارے میں کیا سنت اللہ ہے۔ اور رب اور عبد کا کیا باہمی تعلق ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 19،18 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 21)

پھر فرماتے ہیں:

”لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:4)

یعنی کیا تو اس غم سے اپنے تئیں ہلاک کرے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کفار کے ایمان لانے کے لئے اس قدر جانکاہی اور سوز و گداز سے دعا کرتے تھے کہ اندیشہ تھا کہ آنحضرت ﷺ اس غم سے خود ہلاک نہ ہو جائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے اس قدر غم نہ کر اس قدر اپنے دل کو دردوں کا نشانہ مت بنا کیونکہ یہ لوگ ایمان سے لاپرواہ ہیں اور ان کے اغراض و مقاصد اور ہیں“۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 226)

یہاں پر یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض اوقات ہمارے بھائی اور بہنیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنے کسی مقصد کے حصول کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں اور وہ دعا ان کی اُمید کے مطابق پوری نہیں ہوتی۔ ایسے احباب کے لئے عرض ہے کہ ان کو چاہئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں دعا کی التجا کرتے چلے جائیں اور خود بھی درد دل سے دعائیں کرتے رہیں اور پھر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں اور اللہ تعالیٰ جو ہم سب کا محبوب ہے اسے مخاطب کرتے ہوئے یہ دعا کرتے رہیں کہ اے ہمارے سمیع الدعا خدا

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو
(کلام محمود صفحہ 273)

اس کائنات کا پورا نظام اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے۔ ہوائیں، آندھیاں اور بارشیں سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہیں۔ کسی قوم اور علاقے کے لئے بارش رحمت بن کر برستی ہے۔ اور کسی کے لئے قوم نوح کی طرح عذاب بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوائیں چلتی بھی ہیں اور رکتی بھی ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ہواؤں، آندھیوں، بارشوں کو نہ چلانے پر قادر ہے اور نہ روکنے پر۔ بڑے بڑے طاقت ور ملکوں میں تباہ کن سیلاب اور آندھیاں آتی ہیں ان کے سامنے اربابِ حکومت مکمل بے بس ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے تمام پروگرام اور منصوبے درہم برہم ہو جاتے ہیں۔

بسا اوقات جماعت احمدیہ کو بھی انہیں قدرتی اور موسمی حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور منتظمین یہ سمجھتے ہیں کہ بارش آندھی یا طوفان کی وجہ سے ان کے جماعتی

پروگرام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں گے۔ ایسے حالات میں وہ اپنے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں فکر و پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی درخواست کرتے ہیں تو حضور ایدہ للہ تعالیٰ کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور ان آندھیوں اور بارشوں کو جماعت احمدیہ کی تقریبات میں خلل ڈالنے سے روک دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان آندھیوں کو اسی طرح حکم دیتا ہے جس طرح اس نے آگ کو حکم دیا تھا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا جانا تھا، اے آگ تو ٹھنڈی ہو اور اس کے لئے سلامتی کا باعث بن جا۔

آندھیوں اور بارشوں کے رُکنے کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت دعاؤں کے چند واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔

2004ء میں دورہ افریقہ کے دوران جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نائیجیریا سے بینن پہنچے اور مشن ہاؤس آمد ہوئی تو عصر کا وقت تھا۔ شدید موسلا دھار بارش ہو رہی تھی نماز کے لئے صحن میں مارکی لگائی گئی تھی جو چاروں طرف سے کھلی تھی اور بارش کی وجہ سے وہاں نماز پڑھنا محال تھا بلکہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔

حضور باہر تشریف لائے اور نماز کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ امیر صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت تو شدید بارش ہے اور نماز کے لئے باہر مارکی لگائی ہوئی ہے۔ لیکن بارش کی وجہ سے مشکل ہو رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا دس منٹ بعد نماز پڑھیں گے۔ اس کے بعد حضور انور اندر تشریف لے گئے۔ ابھی دو تین منٹ ہی گزرے تھے کہ بارش تھم گئی۔ آسمان صاف ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے دھوپ نکل آئی اور اسی مارکی کے نیچے نماز کا انتظام ہو گیا۔ مقامی افراد اس نشان پر بہت حیران ہوئے ان کا کہنا تھا کہ یہاں بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے جاری رہتی ہے۔ حضور انور نے دس منٹ کہا تو یہ تین منٹ میں ہی ختم ہو گئی اور نہ صرف ختم ہوئی بلکہ بادل بھی غائب ہو گئے۔

اسی طرح کینیڈا کے دورہ کے دوران جب کیلگری مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جانا تھا تو ایک دن قبل امیر صاحب کینیڈا نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ موسمی ادارے نے خبر دی ہے کہ موسم شدید خراب رہے گا۔ بڑی شدید بارش ہے اور طوفانی ہوائیں چلیں گی جبکہ کل صبح مسجد کا سنگ بنیاد ہے۔ مہمان بھی آرہے ہیں۔ امیر صاحب نے دعا کی درخواست کی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کچھ دیر توقف فرمایا اور پھر فرمایا: ”جس مسجد کا سنگ بنیاد ہم رکھنے جا رہے ہیں وہ بھی خدا کا ہی گھر ہے اور موسم بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اس کو خدا پر چھوڑ دیں۔ اللہ فضل فرمائے گا“۔

چنانچہ اگلے روز صبح بارش کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ بڑا خوشگوار موسم تھا۔ سنگ بنیاد کی تقریب ہوئی۔ قریباً دو گھنٹے کا پروگرام تھا۔ تقریب سے فارغ ہو کر حضور انور جیسے ہی اپنی کار میں بیٹھے تو کار کا دروازہ بند ہوتے ہی اچانک شدید بارش شروع ہو گئی اور ساتھ تند و تیز ہوائیں چلنے لگیں جو مسلسل تین چار گھنٹے جاری رہیں۔ یہ ایک نشان تھا جو حضور انور کی دُعا سے وہاں ظاہر ہوا اور ہر شخص کا دل اس نشان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھا۔ (الفضل دعا نمبر 28 دسمبر 2015ء صفحہ 43 تا 45)

2008ء میں بعض حالات کی وجہ سے جلسہ سالانہ قادیان دسمبر میں اپنی مقررہ تاریخوں میں منعقد نہیں ہو سکا تھا۔ بلکہ 27،26،25 مئی 2009ء کو منعقد ہوا۔ آخری روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب ہونا تھا۔ مئی کا مہینہ پنجاب میں دھول آلود آندھیوں کا ہوتا ہے۔ آخری اجلاس شروع ہوتے ہی تیز آندھی چلنی شروع ہوئی۔ محکمہ موسمیات نے بھی تیز آندھی چلنے اور بارش ہونے کی اطلاع دی تھی۔ جلسہ گاہ میں احمدی احباب کے علاوہ ہندو سکھ اور عیسائی مہمان بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب سننے کے لئے جمع تھے۔ آندھی تیز سے تیز تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جلسہ گاہ کی ہر چیز کو اڑا دے گی۔ سب سے بڑا اندیشہ یہ تھا کہ بجلی اور ایم۔ٹی۔اے کے نظام میں خلل واقع ہو جائے گا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ساری صورتحال تحریر کر کے موسم کے سازگار ہونے کے لئے درخواست کی گئی۔ تلاوت و نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کے شروع میں فرمایا کہ ”قادیان سے اطلاع ملی ہے کہ ابھی وہاں پر تیز ہوائیں چل رہی ہیں۔ دعا کریں کہ بخیر و عافیت جلسے کا اختتام ہو“۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور دو تین منٹ میں آندھی رک گئی۔ موسم جو گرم تھا خوشگوار ہو گیا اور سامعین نے بڑے اطمینان و سکون سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب سنا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اپنوں کے علاوہ ہندو سکھ دوستوں نے بھی اعتراف کیا کہ یہ حضور کی قبولیت دعا کا نشان ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قبولیت دعا کا ایک ایمان افروز واقعہ سرزمین گھانا سے تعلق رکھتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب 2004ء میں گھانا تشریف لے گئے تو ایک موقع پر سفر کے دوران حضور نے اہل گھانا کو بشارت دی کہ گھانا کی زمین سے تیل نکلے گا۔ چنانچہ جب 2008ء میں حضور انور خلافت جوبلی کے موقع پر دوبارہ گھانا تشریف لے گئے تو گھانا کے صدر مملکت نے ملاقات کے دوران حضور سے کہا کہ حضور کی ہمارے ملک کے لئے دعائیں قبول ہو رہی ہیں۔ حضور نے اپنے گزشتہ دورہ کے دوران فرمایا تھا کہ گھانا کی زمین میں تیل ہے اور یہاں سے تیل نکلے گا۔ حضور انور کی یہ دعا بڑی شان سے قبول ہوئی اور گزشتہ سال گھانا سے تیل نکل آیا۔

چنانچہ اس حوالہ سے گھانا کے مشہور نیشنل اخبار Daily Graphic نے اپنے 17 اپریل 2008ء کے شمارہ میں پہلے صفحہ پر حضور انور اور صدر گھانا کی ملاقات کی رپورٹ شائع کرتے ہوئے لکھا۔ ”خلیفۃ المسیح نے اپنے دورہ گھانا 2004ء کے دوران گھانا میں تیل کی دریافت پر بڑے پُر زور طریق سے اپنے یقین کا اظہار کیا تھا

اور یہی یقین گزشتہ سال حقیقت میں بدل گیا اور گھانا کی سرزمین سے تیل نکل آیا۔

(الفضل دعا نمبر 28 دسمبر 2015ء صفحہ 45،43)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں:

اگر مردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 234)

اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے اسیروں اور قیدیوں کی رہائی کے سامان پیدا فرما دیئے۔ اس سلسلے میں عرض ہے:

ایک دوست مظفر السعید تیونس کے رہنے والے ہیں، انہیں مذہبی رجحانات رکھنے کی بناء پر دہشت گردی کی دفعات لگا کر جیل میں ڈال دیا گیا اور پھر متعدد بار جیل سے رہائی اور قید کا سلسلہ جاری رہا جس کے دوران انہوں نے جماعت کے بارہ میں سنا اور تحقیق کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ آخری بار جب انہیں جیل ہوئی تو یہ دل سے احمدی ہو چکے تھے لہٰذا جیل جاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خط لکھ کر ارسال کر دیا کہ اگرچہ الزامات بہت سنگین ہیں لیکن دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے رہائی کے سامان فرمائے۔

خدا کی قدرت دیکھیں کہ محض سات ہفتوں کے بعد تیونس میں وہ انقلاب آیا جس کے بعد صدر تیونس کو ملک سے فرار ہونا پڑا۔ اس موقع پر تمام قیدیوں نے بغاوت کر دی۔ ان پر جیل کے محافظوں نے اندھا دھند فائرنگ کی۔ یہ سلسلہ آٹھ گھنٹے تک جاری رہا جس کے نتیجہ میں سینکڑوں کی تعداد میں قیدی مارے گئے۔ مظفر السعید صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری جیل میں وہ رات کسی قیامت سے کم نہ تھی۔ صبح ہونے پر سپاہیوں نے جیل کے دروازے کھول دیئے اور زندہ بچ جانے والے قیدیوں کو کہا کہ تم آزاد ہو۔

تین ماہ کے بعد ملکی حالات یکسر تبدیل ہو گئے اور ایک سرکاری حکم کے تحت تمام سیاسی قیدیوں کی معافی کا اعلان کر دیا گیا۔ یوں محض خدا کے فضل سے میں بھی بغیر کسی خوف کے آزادی کی ہواؤں میں سانس لینے لگا۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ میری رہائی اور بریت ملکی حالات کی وجہ سے ہوئی لیکن میری رائے اس سے مختلف ہے۔ میں مکمل یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میری رہائی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا سے ہوئی ہے۔ میں نے گرفتاری اور جیل جاتے ہوئے حضور انور کی خدمت میں دعا کا خط لکھا تھا۔ چنانچہ ایک تو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر جیل میں ہونے والی اندھا دھند فائرنگ میں مجھے محفوظ رکھا، نیز جیل کے دروازے بھی کھل گئے۔ رہائی کے بعد جب گھر پہنچا تو وہاں حضور انور کی طرف سے میرے خط کا جواب آیا ہوا تھا۔ میں نے کھول کر پڑھا تو حضور انور نے تحریر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر رہائی عطا فرمائے۔ یہ خط پڑھتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ میری رہائی خلیفۂ وقت کی قبولیت دعا کی وجہ سے ہوئی ہے۔ نہ کہ کسی اور وجہ سے۔

قمری مہینوں اور سالوں کو اسلام میں خاص عظمت حاصل ہے قمری لحاظ سے چودھویں صدی ہجری کے 26ویں سال میں قرآن مجید اور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد ارض قادیان میں 25 ربیع الثانی سن 1326 ہجری قمری کو خلافت اسلامیہ احمدیہ کا آغاز ہوا تھا۔ سن 1426 ہجری قمری میں اس عظیم الشان تاریخی واقعہ پر ایک صدی مکمل ہونے والی تھی چنانچہ سن 1426 ہجری قمری بمطابق 2005ء کے شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان جلسہ سالانہ میں شرکت کا فیصلہ فرمایا اور پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان میں ایک ماہ قیام فرمانا تھا اور حضور انور نے یہ ہدایت فرمائی تھی کہ تمام خطابات و خطبات ایم ٹی اے قادیان کے ذریعہ براہ راست نشر ہوں گے۔ اس وقت قادیان سے براہ راست پروگرام نشر ہونے کا کوئی انتظام تھا اور نہ ہی اس کا کوئی تصور۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ہدایت موصول ہونے کے بعد جماعت کے منتظمین نے نئی دہلی کے قریب واقع شہر ''نویڈا'' میں قائم ایک T.V BROADCASTING کمپنی سے پروگرام نشر کرنے کے تعلق سے معاہدہ تو کر لیا۔ مگر یہ نشریات حکومت ہند کی براڈ کاسٹنگ منسٹری (وزارت اطلاعات و نشریات) کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں تھیں۔ اور اس لئے جولائی 2005ء میں ہی اجازت نامہ کے حصول کے لئے درخواست دی جا چکی تھی۔ کارروائی اور پیروی کرتے کرتے چھ ماہ سے زائد عرصہ گزر گیا مگر کوئی امید نظر نہ آتی تھی۔ آخر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان تشریف لانے کے لئے لندن سے دہلی پہنچ گئے اور 15 دسمبر 2005ء کو حضور انور نے دہلی سے قادیان کے لئے روانہ ہونا تھا۔ اس وقت تک وزارت اطلاعات و نشریات نے اجازت نہیں دی تھی۔ یہ ساری صورتحال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے علم میں لائی گئی۔ حضور انور نے قادیان روانگی سے قبل فرمایا:

''میں اس وقت تک قادیان نہیں جاؤں گا جب تک پروگرام LIVE نشر کرنے کی اجازت نہیں ہو جاتی۔''

اللہ تعالیٰ نے جو مالک الملک اور وکیل و کارساز ہے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دُعا کو قبول فرمایا۔ اس نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ اسی روز شام پانچ بجے اجازت نامہ مل گیا اور تمام خطابات و خطبات پہلی مرتبہ قادیان سے MTA پر براہ راست نشر ہوئے۔ اجازت دینے والوں کے دلوں میں اجازت نامہ دینے کی تحریک پیدا کرنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی ایسا محض حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی بدولت ہی ممکن ہو سکا۔ الحمد للہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے بیماروں کی شفایابی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول درج فرمایا ہے کہ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (الشعراء:81) جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ دنیا کے ڈاکٹر، طبیب اور معالج علاج دوا تو دے سکتے ہیں مگر شفا دینا ان کے بس کی بات نہیں۔ شفا صرف

اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی دے سکتی ہے۔ واقعات گواہ ہیں کہ ڈاکٹروں نے بعض مریضوں کو لا علاج قرار دے دیا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے وہ شفایاب ہو گئے۔

فلسطین کے عمر ابو عرقوب صاحب نے بتایا کہ پانچ ڈاکٹروں نے ان کی بیماری کے بارے میں تحقیق کی اور وہ اس نتیجے میں پہنچے کہ انہیں کینسر ہو گیا ہے۔ جو انتڑیوں سے معدہ میں اور پھیپھڑوں تک پھیل گیا ہے اور ڈاکٹروں نے بتایا کہ صرف تین ماہ تک زندہ رہنے کے آثار ہیں۔

عمر ابو عرقوب صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی بیٹی کو اس خطرناک بیماری کا علم ہوا تو اس نے محترم محمد شریف عودہ صاحب سے جو کہ کبابیر سے لندن گئے ہوئے تھے بذریعہ ٹیلی فون رابطہ کیا اور انہوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں شفایابی کے لئے عاجزانہ درخواست دعا کی اور پیارے آقا نے میری شفایابی کے لئے دعا کی۔

ادھر ڈاکٹروں نے مجھے بمقام ظاہریہ فلسطین سے القدس کے ایک فرانسیسی ہسپتال میں کینسر سپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس بھجوا دیا۔ انہوں نے ضروری چیک اپ کروائے اور رپورٹ دیکھنے کے بعد کہا کہ آپ مکمل طور شفایاب ہو گئے ہیں اور کینسر کا کوئی نام ونشان باقی نہیں رہا۔

عمر ابو عرقوب صاحب نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کو میرے حق میں قبول فرمایا اور مجھے شفاءِ کامل و عاجل عطا فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

افریقہ کے ملک نائیجر میں ہمارے مربی صغیر احمد صاحب قمر سخت بیمار ہو گئے۔ ان کے برین میں CLOT آنے کی وجہ سے بیماری اس حد تک بڑھ گئی کہ کومہ میں چلے گئے۔ اسی حالت میں تین چار دن گزر گئے۔ ان کی صحت کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں روزانہ رپورٹ پیش ہوتی۔ حضور انور ان کی کامل شفایابی کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ ایک روز حضور انور نے فرمایا کہ ان کو ایک ہومیو پیتھی دوا فوری طور پر دی جائے۔ چنانچہ ہمسایہ ملک بورکینافاسو سے ہمارے ایک ڈاکٹر صاحب یہ دوا لے کر وہاں پہنچے اور خود انتہائی نگہداشت وارڈ میں جا کر یہ دوا ان کے ہونٹوں پر لگائی۔

ڈاکٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ جونہی دوا ان کے ہونٹوں پر لگائی تو ان کے جسم نے حرکت کی۔ پھر کچھ دیر بعد آنکھیں کھول دیں اور اگلے روز پوری طرح ہوش میں آ گئے اور اُٹھ کر بیٹھ گئے، الحمد للہ۔ خلیفۂ وقت کی دعا سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔

مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ عصر حاضر میں اللہ تعالیٰ دعائیں قبول نہیں کرتا۔ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی دعاؤں سے شفایاب ہونے والوں کے واقعات کا مطالعہ کریں تو انہیں علم ہو جائے گا کہ جن مریضوں کو ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ یہ چند دنوں کے مہمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ ایدہ اللہ کی دعاؤں کو ان کے حق میں قبول فرمایا اور ایک طرح سے مردوں کو دوبارہ زندگی عطا فرما دی۔

جلسہ سالانہ جرمنی میں بلغاریہ کے ایک مخلص نو احمدی دوست Etem صاحب اپنی فیملی کے ہمراہ شامل ہوئے۔ موصوف نے چند سال قبل عیسائیت سے اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن ان کی بیوی نے بیعت نہیں کی تھی۔ ان کی اہلیہ کا کہنا تھا کہ میری تین بیٹیاں ہیں اگر مجھے بیٹا مل جائے تو میں بھی احمدی ہو جاؤں گی۔ موصوفہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا۔ اگلے سال جب وہ دوبارہ جلسہ سالانہ میں آئیں تو سات ماہ کی حاملہ تھیں۔ ملاقات کے درمیان انہوں نے بچے کا نام رکھنے کی درخواست کی تو حضور انور نے صرف لڑکے کا نام ''جاہد'' عطا فرمایا۔

جلسہ سالانہ سے واپس جا کر موصوفہ نے مربی صاحب سے کہا کہ ڈاکٹرز نے بتایا ہے کہ لڑکی ہے اس لئے حضور انور کی خدمت میں دوبارہ درخواست کریں کہ لڑکی کا نام عطا فرمائیں۔

اس پر مربی صاحب نے کہا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ اگر بیٹا ہوا تو احمدی ہو جاؤں گی اور حضور انور نے بھی صرف بیٹے کا نام تجویز فرمایا ہے۔ اس لئے ان شاء اللہ تعالیٰ بیٹا ہی ہو گا۔ ڈاکٹر جو چاہیں کہیں۔ ان کی مشینیں جو چاہیں ظاہر کریں لیکن اب آپ کا بیٹا ہی ہو گا کیونکہ خلیفۃ المسیح نے بیٹے کا نام رکھا ہے۔

چنانچہ جب بچّہ کی پیدائش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے سے ہی نوازا۔ وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر اس بیٹے کو ساتھ لے کر آئی تھیں اور لوگوں کو بتا رہی تھیں کہ دیکھو یہ خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کا نشان ہے۔

(الفضل دعا نمبر 28 دسمبر 2015ء صفحہ 45-43)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسند خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے قبولیت دعا کے بعض واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ میری عمر اس وقت سترہ سال کی ہو گی کہ مجھے اپنے والد حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم ومغفور سے کچھ چاہئے تھا لیکن میں براہِ راست ان سے مانگنا نہیں چاہتا تھا لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ وہ میرے والد صاحب کے دل میں یہ خیال پیدا کر دے کہ وہ میرا مطالبہ پورا کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول کیا اور بیس پچیس منٹ کے بعد میرے والد صاحب نے مجھے بلایا اور میری خواہش پوری کر دی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے تو وہ یقیناً دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ ایک مرتبہ زمانۂ طالب علمی میں میرا حساب کے مضمون کا امتحان تھا اور میں نے اس میں کچھ اچھا نہیں کیا تھا۔ اور کمرۂ امتحان سے باہر آتے ہوئے مجھے خیال ہوا کہ میں شاید فیل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے خوب دعائیں کیں تا کہ کسی طرح پاس ہو جاؤں۔ ربوہ کی مسجد مبارک کے ایک کونے میں ایک روز میں نے بہت دعا کی۔ وہ دعائیں میرے دل سے نکلی تھیں اور

باقی صفحہ 27 پر

نوید حمید

نشانِ آسمانی

اس کتاب کا اردو سے جرمن زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم سفیر الرحمن ناصر صاحب، مکرم محمد بلال بھٹی صاحب اور مکرم نوید گھمن صاحب کے حصہ میں آئی، فجزاھما اللہ احسن الجزاء

برصغیر کے مشہور شاعر مومن خان مومن کا شعر ہے۔

زمانہ مہدی موعود کا پایا اگر مومن
تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرت کا

یہ شعر مومن کے دیوان کی پہلی غزل کا مقطع یعنی آخری شعر ہے۔مومن خان مومن تیرھویں صدی کے مجدد شہید بالاکوٹ، حضرت سید احمد شہید کے درباری شاعر تھے۔ مومن دہلوی کی وفات 1851 عیسوی کی ہے۔ یہ وہ دور تھا جب اسلام کی تیرھویں صدی ختم ہونے کے قریب تھی اور سارا عالم اسلام شدت سے چودھویں صدی کا منتظر تھا اور مومن موصوف کا مذکورہ بالا شعر عالم اسلام کی اسی جذباتی کیفیت کا ترجمان ہے۔یعنی مسلمانوں میں ان دنوں یہ بات عام تھی کہ چودھویں صدی کے آغاز میں مہدی موعود نازل ہوں گے۔اس تاثر کی وجہ یہ بھی تھی کہ بہت سے بزرگان امت نے مہدی معہود و مسیح موعود کے بارے میں واضح پیشگویاں کی ہوئی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مختصر رسالہ ”نشانِ آسمانی“ ایسی ہی دو اہم پیشگوئیوں کے بارے میں ہے۔ ان میں سے ایک بزرگ نعمت اللہ ولیؒ تھے جن کا تعلق دہلی کے نواح سے تھا، نے ایک قصیدہ لکھا تھا جس میں ہندوستان میں مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی کی تھی۔ اس قصیدہ میں ان بزرگ نے پہلے یہ واضح فرمایا کہ جو میں لکھ رہا ہوں یہ کوئی نجومیوں کہ بات نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتائی ہے۔

پھر آپ نے مسیح موعود کی آمد کی حیرت انگیز نشانیاں بتائی ہیں۔مثلا یہ کہ اس زمانہ میں ہندوستان کے حالات بہت عجیب وغریب ہوں گے۔ نیز یہ کہ وہاں ایک نیا سکہ جاری ہوگا اور جب آپ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے تشریف لائیں گے تو علما آپ کی شدید مخالفت کریں گے اور آپ کو کافر قرار دیں گے۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ مہدی کے بعد انہی صفات کا مظہر ان کا بیٹا ان کا جانشین بنے گا۔ چنانچہ بعد میں یہ بات بھی سچ ثابت ہوئی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد آپ کے خلیفہ منتخب ہوئے۔

یہ قصیدہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے کئی سو سال پہلے لکھا گیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایک آسمانی شہادت کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ اس کتاب میں ایک اور حیرت انگیز گواہی درج ہے جو جناب کریم بخش صاحب جمالپوری نے دی۔ یہ ضلع لدھیانہ سے تھے۔ انہوں نے بتایا کے ان کے گاؤں جمال پور میں ایک مجذوب صاحب کشف والہام بزرگ تھے۔ ان کا نام گلاب شاہ تھا۔ انہوں نے بتایا کہ عیسیٰ جوان ہوگیا ہے۔ اور وہ لدھیانہ

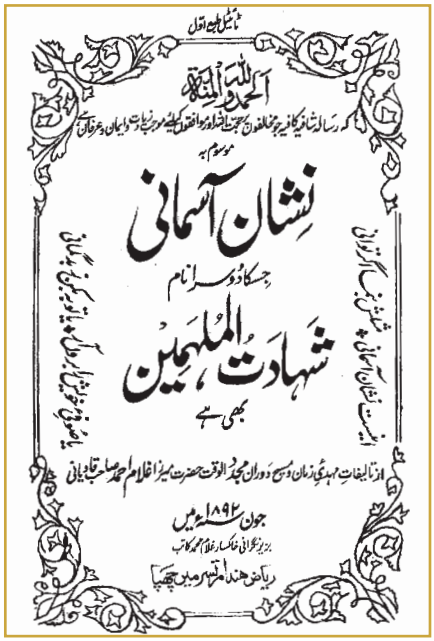
ٹائٹل طبع اوّل

الحمد للہ والمنۃ

کہ رسالہ نشانِ آسمانی جو مخالفوں کو حجت الزام دینے اور موافقوں کو موجب ازدیاد ایمان و عرفان ہے

موسوم بہ

نشانِ آسمانی

جسکا دوسرا نام

شہادت المُلہمین

بھی ہے

از تالیفات مہدیٔ زمان و مسیح دوران مجدد الوقت حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

جون ۱۸۹۲ء میں

برزنگرانی خاکسار غلام محمد کاتب

ریاض ہند امرتسر میں چھپا

آئے گا اور مولوی اس کی مخالفت کریں گے۔ اور مولویوں نے جو قرآن کریم کی غلط تفسیریں کر رکھی ہیں، ان کی درستگی کرے گا۔ کریم بخش صاحب نے پوچھا کہ اگر عیسی جوان ہوگیا ہے تو وہ کہاں ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ قادیان میں ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ قادیان میں تو کوئی ایسا شخص نہیں تو گلاب شاہ صاحب نے جواب دیا کہ وہ دوسرا قادیان ہے جو بٹالہ کے پاس ہے۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ”نشان آسمانی“ ان دو بزرگان کی مسیح موعود کی آمد کے بارے میں حیرت انگیز اور ایمان افروز پیشگوئیوں کے بیان پر مشتمل ہے۔ آخر میں حضور علیہ السلام نے عوام الناس سے اپیل کی ہے کہ مولویوں کی باتوں پر دھیان دھرنے کی بجائے خود اللہ تعالیٰ سے راہنمائی طلب کریں اور آپ نے اس کا طریقہ بھی تفصیل سے بیان فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

اس کتاب میں تو حضور نے اپنی صداقت کی دو آسمانی نشانیاں درج کر دی ہیں۔ کوئی بھی جو حضور علیہ السلام کی اس تصنیف کا صاف دل ہو کر مطالعہ کرے تو اس کے پاس آپ کی صداقت کو قبول کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

وہ جس کی بات کی رکھتا ہے لاج، ربِّ کریم

مکرم قریشی داؤد احمد ساجد صاحب
مربی سلسلہ احمدیہ گلاسگو۔اسکاٹ لینڈ

دس سال قبل کی بات ہے کہ خاکسار کو معدہ میں کسی وجہ سے شدید درد رہنے لگا، پہلے تو ڈاکٹر السر سمجھتے رہے۔ لیکن بعد میں پتہ چلا کہ پتّہ میں پتھری ہے اور یہ سب کچھ اسی وجہ سے ہے۔ چنانچہ آپریشن کا فیصلہ ہوا مگر دو تین دفعہ تاریخ ملنے کے باوجود آپریشن نہ ہوسکا۔ اِس دوران خاکسار کو انفیکشن کے باعث کئی کئی دن ہسپتال میں داخل بھی رہنا پڑا۔ پریشانی کے اس عالم میں 10 مئی 2011ء کو خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی بیماری اور تکلیف کا حال عرض کیا تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ’’مجھے علم ہے‘‘۔ پھر چند لمحوں کے توقف کے بعد فرمایا ’’ہسپتال والوں سے بات کریں اگر پندرہ دن میں آپریشن کر دیں تو ٹھیک ہے ورنہ پرائیویٹ آپریشن کروالیں اور ڈاکٹر شبیر بھٹی صاحب سے بھی بات کر لیں‘‘۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اِرشاد کی تکمیل میں خاکسار نے ڈاکٹر شبّیر بھٹی صاحب سے بھی بات کی اُنہوں نے کہا ٹھیک ہے۔

اگلے روز خاکسار لندن سے گلاسگو واپس آیا۔ ایک طرف تو یہاں کے ہیلتھ سسٹم کی وجہ سے اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ پندرہ دن کے اندر کس طرح مجھے آپریشن کے لئے وقت مل سکے گا لیکن دوسری طرف یقین تھا کہ حضور انور نے جو بات فرمائی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کرنے کے سامان بھی فرمادے گا۔ 12 مئی 2011ء کو ایک مرتبہ پھر معدے میں شدید درد ہوجانے کے باعث خاکسار کو ہسپتال میں داخل ہونا پڑا جہاں کئی روز اِنفیکشن کے باعث بہت تکلیف میں رہا۔ ایک دن صبح ڈاکٹر صاحب اپنی ٹیم کے ہمراہ راؤنڈ پر آئے تو خاکسار نے کہا: کیا آپ آپریشن نہیں کر سکتے کیونکہ مجھے یہ تکلیف بہت عرصہ سے ہے اور کئی دفعہ آپریشن مُلتوی بھی ہو چُکا ہے۔ وہ ایک روسی ڈاکٹر صاحب تھے۔ کہنے لگے ابھی اِنفیکشن بہت زیادہ ہے اس کو ٹھیک ہونے میں دو تین ہفتے لگ سکتے ہیں اس کے بعد کوئی فیصلہ کریں گے۔ اس کے بعد خاکسار نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ کیا میں پرائیویٹ آپریشن کروا سکتا ہوں؟ اس پر وہ کہنے لگے کہ آپ پرائیویٹ آپریشن کیوں کروانا چاہتے ہیں؟ میں نے اپنی شدت تکلیف کا اظہار کیا۔ اِس پر وہ کہنے لگے کہ میں تو پرائیویٹ آپریشن نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو جانتا ہوں جو پرائیویٹ آپریشن کرتا ہو۔

اگلے روز وہ ڈاکٹر صاحب صبح راؤنڈ پر آئے اور نارمل چیک اَپ کے بعد چلے گئے مگر آپریشن کے بارے میں کوئی بات نہ کی لیکن خاکسار کے ذِہن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ مُسلسل گردش کرتے تھے۔ خدا کا کرنا ہوا کہ اُسی روز دوپہر کے بعد اچانک ڈاکٹر صاحب موصوف وارڈ میں آئے اور میرے ساتھ مصافحہ کر کے کہنے لگے کہ میں نے آپ کے اسکین کا انتظام کیا ہے اور ابھی اسکین کے بعد بیہوش کرنے والی ٹیم کا آدمی آپ کو بریف کرے گا کیونکہ میں نے آج آپ کے آپریشن کا فیصلہ کیا ہے۔ کچھ دیر کے بعد پورٹر آ گیا اور مجھے اسکین کے لئے لے گیا، لیکن اُس وقت خاکسار کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب خاکسار نے دیکھا کہ اسکین کے شعبہ کی طرف جانے والے راستہ پر اسکین کے شعبہ سے پہلے ڈاکٹر صاحب خود کھڑے تھے اُنہوں نے پورٹر سے وہیل چیئر لے لی اور خود مجھے اسکین والے کمرہ میں لے کر گئے اور وہیں بیٹھ کر نتیجہ دیکھا۔ اس کے بعد خاکسار بیہوش کرنے والی ٹیم کے آدمی کے آنے کا انتظار کرنے لگا، لیکن کوئی نہ آیا جس وجہ سے فطرتی طور پر کچھ پریشانی ہوئی۔ خاکسار اِنہی سوچوں میں تھا کہ رات کے گیارہ بجے کے قریب ڈاکٹر صاحب آئے اور معذرت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ایک ایمرجنسی کی وجہ سے بہت دیر ہوگئی ہے اور اب کل صبح سب سے پہلے آپ کا آپریشن ہو گا۔

چنانچہ اگلے روز سب سے پہلے خاکسار کا آپریشن ہوا، الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس کے بعد 25 مئی کو خاکسار کا اسکین ہوا تا کہ پتہ چل سکے کہ پتے سے معدہ میں آنے والی شریان میں کوئی روک تو نہیں اور 26 مئی کو ڈاکٹر صاحب نے خاکسار کو گھر جانے کی اجازت دے دی۔ تب خاکسار کو ہسپتال آئے پندرھواں روز تھا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا تھا کہ پندرہ دن کے اندر آپریشن کروالوں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرر کردہ خلیفۃ المسیح کی مجھ ایسے عاجز انسان کے بارہ میں بھی کہی ہوئی بات لفظاً لفظاً پوری فرمادی، الحمدللہ۔ اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے جو بات بھی ہمیں پہنچے، اسے معمولی نہ سمجھیں اور اس پر دل و جان سے عمل کرنے کی کوشش کریں اور یقین رکھیں کہ وہ پوری ہو کر رہنے والی ہے۔

اگر مُردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعا سے

مکرم محمد فاتح ناصر صاحب۔مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

انسان پر زندگی میں مختلف حالتیں آتی ہیں۔ کبھی تو ایسی حالت آیا کرتی ہے کہ وہ اپنی ساری ضرورتیں خود پوری کر لیتا ہے۔ اس وقت اس کی توجہ اپنی طاقت اور قوت کی طرف جاتی ہے اور وہ اپنی اسی کوشش پر گھمنڈ کرتا ہے۔لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کی اپنی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ اس وقت وہ اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور دوستوں کا محتاج ہوتا ہے اور ان کی طرف وہ امداد طلب نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ پھر ایک وقت میں اس کے اہل و عیال دوست رشتہ دار بھی اس کی مدد نہیں کر سکتے تو ایسے مواقع پر وہ دنیا میں موجود مختلف نظاموں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ان سے داد رسی چاہتا ہے۔ اگر کسی وقت وہ نظام بھی ناکام ہو جائیں تو وہ اپنی متعلقہ حکومت سے استدعا کرتا ہے۔ اور اگر کسی وقت حکومت بھی کچھ مدد نہ کر سکے تو مختلف انسانی حقوق کی عالمی متحرک تنظیمیں اس کی ملجا و ماوا بن جایا کرتی ہیں اور عام انسانی ہمدردی کی رو اس کی تائید میں ایسی دوڑتی ہے کہ اس کے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔

لیکن ایک وقت ایسا آتا ہے کہ جب تمام تر دنیاوی کوششوں کے باوجود کچھ بھی اس کے کام نہیں آ سکتا تب وہ یک دفعہ تمام دنیاوی قوتوں سے مایوس ہو کر ایک ایسی بزرگ و برتر اور وراء الوراء ہستی کی بارگاہ میں ایک کمزور اور حقیر بندہ ناتواں کی طرح مجسم تضرع، عاجزی اور انکساری بنتا ہے اور اپنی اور تمام تر دنیاوی طاقتوں کی کم مائیگی، بے ثباتی اور درماندگی کو سامنے لا کر ایک نیستی و تذلل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں آہ و بکا کرتا اور اپنی حاجات و مشکلات کو اسی کے حضور میں اس یقین کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ اب وہی ایک حاجت روا اور مشکل کشا ہے یعنی حیلے سب جاتے رہے، اک حضرت توّاب ہے۔تب اللہ تعالیٰ اس کی گریہ و زاری اور ابتہال کو اپنے حضور بپایہ قبولیت جگہ عطا فرماتا اور یوں وہ روز بروز اپنے آپ کو مشکلات سے باہر نکلتا اور اللہ کی قدرت کو محسوس کرتا ہے۔

اگرچہ کسی بھی حاجت کے وقت دعا کے ساتھ ساتھ اسباب کو بھی استعمال کرنے کا حکم ہے تاہم ایک حقیقی مومن اسباب کو حکم الٰہی کے تحت استعمال تو کرتا ہے مگر اس کا بھروسہ صرف اور صرف ان اسباب کے خالق و مالک یعنی اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی تمام حاجتیں اپنے پروردگار سے مانگے یہاں تک کہ اگر اس کے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اسے بھی اللہ سے مانگو“۔(مشکوٰۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”جو بات ہماری سمجھ میں نہ آوے یا کوئی مشکل پیش آوے تو ہمارا طریق یہ ہے کہ ہم تمام فکر کو چھوڑ کر صرف دعا میں اور تضرع میں مصروف ہو جاتے ہیں۔تب وہ بات حل ہو جاتی ہے“۔

(ملفوظات جلد اوّل ص542۔ایڈیشن 2003ء)

خدا تعالیٰ کے حضور انہی تضرع و ابتہال سے بھری ہوئی دعاؤں کے متعلق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں سے جس کسی کے لیے باب الدعاء کھولا گیا تو گویا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں، ان میں سے سب سے زیادہ اسے عافیت طلب کرنا محبوب ہے اور فرمایا کہ دعا اس ابتلاء کے مقابل پر جو آچکا ہو اور اس کے مقابل پر بھی جو ابھی نہ آیا ہو فائدہ دیتی ہے۔ اے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو“۔

(سنن الترمذی۔کتاب الدعوت۔باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید)

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تجربہ کی رو سے دعاؤں کی عظیم الشان تاثیرات کے متعلق فرمایا:

”میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ اسباب طبیعہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے“۔(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد 6۔صفحہ11)

چنانچہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نہ صرف ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور بہت تضرع اور گریہ و زاری سے دعائیں مانگا کرتے تھے بلکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں پر ایسا پہاڑوں جیسا کامل یقین تھا کہ دعاؤں کے ذریعہ ناممکنات، ممکنات ہو سکتی ہیں۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو زور دعا دیکھو تو

آپ کی انہی تضرّع و ابتہال سے بھری ہوئی دعاؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں:

”1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے۔جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت

فرماتے تھے اور رکوع اور سجود میں یاحی یاقیوم برحمتك استغیث اکثر پڑھتے تھے اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا۔ نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے''۔

(سیرت المہدی جلد 2۔ص12)

حیّ وقیّوم خدا کی قدرت کا صحیح ادراک کرتے ہوئے اسی کے حضور عاجزانہ پیش کی گئی وہ دعائیں ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں جنبش پیدا کرتی اور پایہ عرش کو ہلاتی ہیں۔ وہ مقبول دعائیں صرف رسم نہیں بلکہ دعا کرنے والے پر ایک موت کی سی کیفیت طاری کرتی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقبول دعاؤں کی ماہیت کے متعلق فرماتے ہیں:

''یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بے قراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کے لیے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے۔ اس لیے دعا کے واسطے پورا پورا اضطراب اور گدازش جب تک نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔ پس چاہیے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری وابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے۔ اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے''۔ (ملفوظات جلد 3۔ص616)

سیدنا حضرت امام الزماں علیہ السلام خلفائے احمدیت اور آپ کے متبعین کی انہی متضرعانہ دعاؤں کو اسی حی و قیوم مولائے کریم نے اپنے وعدہ کے موافق بپایہ قبولیت جگہ عطا فرمائی اور دعاؤں کی قبولیت کے ایسے بے شمار نظارے دکھائے جو نہ صرف مومنین کے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں بلکہ دعا کرنے کے لیے ایک الٰہی یقین، قوت اور طاقت بھی دیتے ہیں۔ یہ واقعات تو اس کثرت سے ہیں کہ اگر تحریر کیے جائیں تو ہزاروں صفحات بھی ناکافی ہوں۔ تاہم چند ایک ہدیہ قارئین ہیں۔

حضرت میاں فتح دینؓ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک بار تاریک رات میں میں نے حضورؑ کو مسجد مبارک میں ماہی بے آب کی مانند تڑپتے دیکھا۔حضور کو کسی پل چین نہ آتا تھا۔ رات بھر حضورؑ اضطراب کے عالم میں ٹہلتے رہے۔ اگلے دن عرض کی کہ حضور کل رات آپ کو کوئی جسمانی تکلیف تھی جس کی بناء پر حضور ساری رات بے قرار رہے؟ حضورؑ نے فرمایا:

''میاں فتح دین! تم اس وقت جاگ رہے تھے؟ ہمیں تو جس وقت اسلام کی مہم یاد آتی ہے اور جو مصیبتیں اسلام پر آ رہی ہیں ان کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے اور اسلام کا درد ہے جو ہمیں اس طرح بے قرار کر دیتا ہے''۔ اور پھر ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی انہی بے قرار دعاؤں کے طفیل ہی آپ کے ہاتھ پر اسلام کو زندہ کر کے دکھایا۔

حضور کی شفقت علیٰ خلق اللہ کے لیے دردمندانہ دعاؤں کا ایک اور ذکر یوں ملتا ہے کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون پھیلی ہوئی تھی اور ہر طرف موتا موتی کا عالم تھا، حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ سیالکوٹی نے حضورؑ کو علیحدگی میں دعا اور گریہ و زاری کرتے دیکھا۔حضورؑ آستانہ الٰہی پر یوں گریہ کناں تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو۔حضرت مولوی صاحب نے غور سے سنا۔حضور مخلوق خدا کی طاعون سے نجات کے لیے دعا کر رہے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا؟ (تاریخ احمدیت، جلد 3، ص605)

اور یقیناً امام الزماں کی انہیں جذبہ رحم سے بھری ہوئی متضرعانہ دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بلا سے انسانیت کو نجات بخشی۔

خلافت احمدیہ کے دوسرے تاجدار سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے حیّ وقیّوم خدا سے تعلق کے بارہ میں محترم چوہدری اسد اللہ خان صاحبؓ لکھتے ہیں کہ تقسیم ملک سے چند سال پہلے میں شدید بیمار ہو گیا اور پیشاب کی جگہ خون کے اخراج سے اس قدر کمزوری ہو گئی کہ پہلو بدلنا بھی ممکن نہ رہا۔ ایک دن حضرت مصلح موعودؓ عیادت کے لیے تشریف لائے اور باتوں باتوں میں فرمایا:

''آپ کا جلسہ پر جانے کو جی تو چاہتا ہو گا؟'' مَیں نے آبدیدہ ہو کر عرض کی کہ ''وہ کون احمدی ہے جو جلسہ پر نہ جانا چاہے'' اس پر حضورؓ نے اپنی مبارک آنکھیں

اس کو کسی سے کام کیا جس کو خدا سے ہے غرض

مجھ کو فنا سے ہے غرض اور نہ بقا سے ہے غرض
بندۂ عشق ہوں تیرا، تیری رضا سے ہے غرض

اس کی پسند ہو نہ ہو صرفِ سجود ہے جبیں
حُسنِ قبول دے نہ دے ہم کو دعا سے ہے غرض

مشقِ ستم ہے مدّعا رحم کریں تو کریں
کوئی مَرے جئے کوئی ان کو جفا سے ہے غرض

کیوں غمِ ہجر سے مروں کیوں نہ شہیدِ لطف ہوں
تجھ کو اے نگاہِ شوخ میری قضا سے ہے غرض

غنچۂ آرزو مرا چشمِ کرم کا منتظر
اس کو بہار سے غرض اور نہ صبا سے ہے غرض

جذبہ شوق سے مرے اُٹھ کے گلے سے کیوں ملے
اس کی نگاہِ ناز کو شرم و حیا سے ہے غرض

خوں کسی کا ہو تو ہو زینتِ حسن ہو فزوں
دستِ حِنا پسند کو رنگِ حنا سے ہے غرض

دردِ حزیں مرا آپ ہی چارہ ساز ہے
مجھ کو طبیب سے غرض اور نہ دوا سے ہے غرض

مرے تصوّروں کی جان اور میرے دل کا رازدان
ہے وہ خدائے دو جہان اس کی رضا سے ہے غرض

بزم میں ان کی جائے کیوں گوہرؔ انہیں بلائے کیوں
اس کو کسی سے کام کیا جس کو خدا سے ہے غرض

(حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہرؔ)

(روزنامہ الفضل 25 اگست 1998ء)

اُٹھا کر میری طرف دیکھا اور حضور کی گردن سے نہایت خوبصورت سرخی چہرہ کی طرف بڑھنی شروع ہوئی کہ حضورؒ کا چہرہ، گردن، پیشانی اور کان سرخ، خوبصورت اور چمکدار ہوگئے۔حضورؒ نے شہادت کی انگلی سے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''آپ ان شاءاللہ ضرور جلسہ پر آئیں گے''۔تھوڑی دیر بعد جب حضور تشریف لے گئے تو مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی۔ پیشاب کیا تو اس میں ذرہ بھر بھی خون کی آلائش نہیں تھی۔ اس کے بعد میں تیزی سے رو بہ صحت ہوا اور جلسہ سے تین چار روز قبل ہی قادیان میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔(الفضل انٹرنیشنل 20فروری1998)

حیّ و قیّوم خدا کے خاص فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قبولیت دعا کا ایک نہایت ہی ایمان افروز واقعہ چین کے ایک وفد کے لیے ظاہر ہوا جنہوں نے بالخصوص فرمائش کر کے حضور انورؒ سے اسی نشان کی طلب کی تھی۔ اور قادرِ مطلق خدا نے اپنے فضل سے خلیفۃ المسیح کی دعاؤں سے اسے من وعن پورا فرما دیا۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ سن1984ء میں چین سے ایک وفد پاکستان آیا جسے مکرم محمد عثمان چوچنگ شی صاحب مربی سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملوانے ربوہ لائے اور ان کی حضور انورؒ سے ایک تفصیلی ملاقات ہوئی۔ ملاقات کے بعد رات مکرم عثمان چینی صاحب اس وفد کو توحید باری تعالیٰ اور اس کی صفات پر تبلیغ اسلام کر رہے تھے کہ اچانک انہوں نے بیک زبان ہو کر ایک نشان طلب کیا کہ اگر آپ کے خلیفۃ المسیح ہمیں اسی وقت بتا دیں کہ ہمارے لاہور کے میزبان مکرم مقبول ناصر صاحب کی اہلیہ امید سے ہوں گی۔ دوران حمل وہ مکمل صحت یاب رہیں گی اور اس حمل سے ان کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو ہم مان جائیں گے کہ خدا تعالیٰ ہے اور اس کا آپ کے حضرت صاحب کے ساتھ تعلق بھی ہے۔ صبح ہوتے ہی مکرم عثمان چینی صاحب نے حضور انورؒ کی خدمت میں وفد کا اس نشان کا مطالبہ پیش کر دیا تو حضور انور نے فرمایا کہ ان شاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔ خاص بات یہ کہ اس وقت مکرم مقبول صاحب کے ہاں پہلے دو بیٹیوں کی پیدائش ہو چکی تھی اور فی الوقت ان کی اہلیہ امید سے نہیں تھیں اور ان چینی خواتین نے یہ اجازت بھی لی کہ وہ مقبول صاحب کی اہلیہ کو ملنے گاہے گاہے گھر میں آیا کریں گی تا کہ وہ معلوم کر سکیں کہ وہ کس حال میں ہیں۔

کچھ ہی عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے حضور انور کی دعاؤں سے فضل فرمایا اور مقبول صاحب کی اہلیہ امید سے ہوگئیں۔ چینی خواتین کو اس بات سے آگاہ کر دیا گیا اور اس دوران چینی خواتین کئی مرتبہ مکرم مقبول صاحب کی اہلیہ کی خیریت معلوم کرنے ان کے گھر لاہور جاتی رہیں۔بعض افراد جنہیں اس نشان کے طلب کرنے کا علم تھا وہ مختلف ڈاکٹرز اور حکماء کی بنی ہوئی نرینہ اولاد کے حصول کے لیے ادویات لے کر مکرم مقبول صاحب اور ان کی اہلیہ کے پاس آئے مگر ان دونوں نے ان ادویات کو سختی سے رَدّ کر دیا کہ یہ بچہ حضور انورؒ کی دعاؤں کے طفیل ہی ہوگا اور ہم کوئی دوائی استعمال نہیں کریں گے۔

1984ء کے اختتام پر یہ وفد چین واپس چلا گیا اور 6/فروری1985ء کو اللہ تعالیٰ نے مکرم مقبول صاحب اور ان کی اہلیہ کو لڑکا عطا فرمایا جس کا نام حضور انورؒ نے عثمان مقبول رکھا۔ مکرم عثمان چینی صاحب نے حضور انورؒ کو اس بچہ کی ولادت سے مطلع کیا تو حضور انورؒ نے اس کے جواب میں 16 مارچ 1985ء کو تحریر فرمایا:

''آپ کا ایمان افروز خط پڑھ کر دل کو بہت مسرت ہوئی۔مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ قبولیت دعا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچہ کو قرۃ العین بنائے اور احمدیت کا خادم بنائے،آمین۔

الحمدللہ یہ تو خدا تعالیٰ نے China کے لیے محبت بتائی ہے۔ان سے کہو کہ زندہ خدا تعالیٰ کا زندہ نشان ہے۔ لیکن ہمیں ڈر ہے کہ تمہارا نفس اب بھی بہانے بنائے گا۔ لیکن اب خدا کے سامنے جواب دہ ہوگے.....بچہ کو چوم کر میرا پیار دیں''۔(روزنامہ الفضل۔ 14مارچ2013ءصفحہ5)

یوں اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ پھر اپنا حی و قیوم ہونا ثابت فرمایا اور تمام مومنین کے لیے ازدیادِ ایمان اور منکروں کے لیے قبولیت دعا سے ایک نشان ظاہر فرمایا۔

مضمون کے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا حیّ وقیّوم خدا سے دعائیں کرنے کے متعلق ایک نہایت ہی پر اثر فرمان پیش خدمت ہے جو آپ نے خلافت پر متمکن ہونے کے فوراً بعد ارشاد فرمایا۔

''احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین''۔(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول ص1)

بقیہ: مقبول دعاؤں کے ایمان افروز واقعات از صفحہ 22

ان دعاؤں سے مجھے یقین ہو چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قبول کر لیا ہے اور میں امتحان میں پاس ہو جاؤں گا۔ جب نتیجہ نکلا تو میں غیر متوقع طور پر امتحان میں پاس ہوگیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایجوکیشن بورڈ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ طلباء کو کچھ رعایتی نمبر دیئے جائیں اور یہی وہ زائد نمبر تھے جن کی بدولت میں پاس ہوگیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات تو بہت ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ عصر حاضر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہی وہ وجود ہیں جن کی اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ افراد جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پس یاد رکھیں کہ دعا ایک زبردست ہتھیار ہے اور اس کی عظیم الشّان برکات ہیں۔ اس لئے اپنے ہر کام میں کامیابی کے لئے دعاؤں پہ زور دیں اور اپنی دعاؤں کا دائرہ وسیع کریں۔ آپ اپنی دعاؤں میں اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کے لئے دعائیں کریں۔ خلافت کے استحکام اور جماعت کی ترقی کے لئے دعائیں کریں۔ اُمت کے لئے دعائیں کریں اپنے ملک کی سلامتی اور ہر قسم کی خوشحالی کے لئے دعائیں کریں۔ اپنے اہل وعیال کو بھی دعا کی برکات سے آگاہ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو مقبول دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے،آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مؤرخہ 28 دسمبر 2015ءصفحہ3)

ہجری شمسی کیلنڈر کا نواں مہینہ

تبوک

مکرم محمد رئیس طاہر صاحب۔مربی سلسلہ ربوہ

گزشتہ اقساط میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے عظیم الشان کارنامہ تقویم ہجری شمسی کے اجراء کا ذکر ہو چکا ہے کہ یہ اسلامی کیلنڈر جنوری 1940ء میں متعارف ہوا جسے ابتدائی تاریخ اسلام کے اہم واقعات کے مطابق تمام مہینوں کے نام رکھ کر مرتب کیا گیا۔

شمسی کیلنڈر کے مطابق 630ء کا سال تھا اور ستمبر کا مہینہ کہ مسلمانوں کو ایک ایسا معرکہ پیش آیا جس کے نتیجہ میں مالی قربانیوں کے ساتھ ساتھ جسمانی اذیت اور عشق ووفا کی نہایت دردناک اور سبق آموز داستانیں رقم ہوئیں۔ اسلامی تاریخ میں اس معرکہ کو غزوۂ تبوک کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معرکہ عظیمہ کا بہت حد تک تذکرہ قرآن کریم کی سورہ توبہ میں بھی ہوا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ہجری شمسی تقویم جاری فرمائی تو ماہ ستمبر کا نام اِسی عظیم واقعہ کی مناسبت سے ”تبوک“ رکھا۔

غزوۂ تبوک کا پس منظر اور واقعات

فتح مکہ کے بعد عرب کے شمال سرحدی علاقوں کے عذرہ اور بلیی وغیرہ قبائل بھی قیصر کے رسوخ سے نکل کر آنحضرت ﷺ کی غلامی اختیار کرنے لگے تھے۔ فتح مکہ نے اسلامی سلطنت کو عرب میں مضبوط بنیادوں پر قائم کر دیا تھا۔ ان دنوں کسریٰ فارس کی حکومت اندرونی سازشوں کا شکار ہونے کے سبب غیر فعّال ہو چکی تھی اور اس کے زیرنگیں کئی حکمران اسلام قبول کر چکے تھے۔ ان حالات میں کسریٰ کی حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ ٹکر لینے کی ہمت نہ تھی۔ جبکہ غسّانی حکمران مدینہ پر حملہ کی دھمکیاں دے چکے تھے۔ امکان تھا کہ ان علاقوں کے حکمران سلطنت روما کی مرکزی حکومت کے ساتھ مل کر مدینہ پر حملہ کی تیاری کریں گے۔

6ہجری میں آنحضرت ﷺ نے قیصر روم ہرقل کے نام جو تبلیغی خط تحریر فرمایا اسے غسّانی ریاست کے حاکم حارث بن ابی شمر کو اپنے جانثار صحابی حضرت حارث بن عمیرؓ کے ہاتھ بھجوایا تا کہ وہ یہ خط ہرقل کو پیش کرے۔ ذریعہ اور بلقاء کے علاقہ کے حاکم شرحبیل بن عمرو غسّانی کے نام خطوط بھجوائے۔ اس سفیر اسلام کو شہید کر دیا گیا نیز بصریٰ کے عیسائی حکمران نے مدینہ پر حملہ کی دھمکی دی تھی۔ 9ہجری میں مشہور کیا گیا کہ مسلمانوں سے جنگ کے لئے غسّانی لوگ بالکل تیار ہیں اور اپنے گھوڑوں کو نعل لگوا رہے ہیں۔ یہ خبر بھی ملی کہ قیصر نے 40ہزار سپاہیوں کا ایک لشکر جرّار تیار کیا ہے اور یہ لشکر بلقاء کے مقام پر جمع ہو رہا ہے۔

فتح مکہ کے بعد سے منافقین مدینہ بھی چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمان سلطنت روما سے ٹکر لیں اور تباہ ہو جائیں۔ بنوخزرج کے مشہور دشمنِ اسلام ابو عامر راہب نے مدینہ کے منافقین سے مل کر قیصر اور عرب عیسائی قبائل کو مدینہ پر حملہ کے لئے اُکسانے اور قیصر روم کے حملہ کی افواہیں پھیلا کر مسلمانوں میں خوف وہراس پیدا کرنے کی سازش کی۔ افواہیں اس کثرت اور تیزی سے پھیلانی شروع کیں کہ مدینہ کی فضا میں خوف کے سائے منڈلانے لگے۔

آنحضرت ﷺ نے ان افواہوں کے پیش نظر خود پیش قدمی کا فیصلہ فرمایا۔ یہ ماہ ستمبر 630ء کے آخری ایام تھے اور موسم خوب گرم تھا۔ مسلمانوں کے مالی حالات بہتر نہ تھے کیونکہ باغوں میں پھل کم لگا تھا اور غلہ کی پیداوار بھی کم ہوئی تھی۔ فصلیں اس وقت مکمل طور پر تیار تھیں۔ سواریاں بہت تھوڑی تھیں جبکہ سفر کٹھن اور دور دراز کے علاقے کا تھا۔ منافقین ان حالات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کو ڈراتے تھے تا کہ کم سے کم مسلمان اس غزوہ میں شرکت کریں تا کہ اسلامی لشکر کی شکست حتمی ہو۔

مسلمانوں کے پاس سامان حرب محدود تھا اور دوران سال کئی قبائل کی امداد اور بکثرت وفود کی آمد کی وجہ سے بیت المال بھی خالی تھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس صورتحال کے مدّنظر تمام مسلمان قبائل سے سامانِ حرب کے ساتھ افرادی اور مالی مدد بھی طلب فرمائی۔

صحابہ نے حالات کے پیش نظر ایسی قربانیاں پیش کیں جن کی مثال رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے مال کا نصف جبکہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا تمام مال اس غزوہ کے لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور جب آپؐ نے پوچھا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہیں؟ تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی۔ ”یا رسول اللہ ﷺ! جو کچھ میرے پاس تھا وہ سب لے آیا ہوں اور گھر میں بال بچوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں“۔ حضرت عثمانؓ نے 900 اونٹ، 100 گھوڑے، 200 اوقیہ چاندی اور 1000 دینار پیش کئے۔ اسی طرح باقی صحابہؓ نے بھی اپنی اپنی بساط کے مطابق انتہائی قربانیاں پیش کیں۔

آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں حضرت محمد بن مسلمہؓ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ منافقین کی سازشوں کے پیش نظر اہل بیت کی حفاظت کے لئے حضرت علیؓ کو مدینہ میں رہنے

کی ہدایت فرمائی۔ آپؐ نے انصار اور باقی قبائل کی ہر شاخ کو حکم دیا کہ وہ اپنے چھوٹے اور بڑے جھنڈے بنالیں اور ترتیب کے ساتھ روانہ ہوں۔ اسلامی لشکر میں 30ہزار مجاہد، 10ہزار گھوڑے اور بڑی تعداد میں اونٹ تھے۔

تبوک مدینہ سے شام کی اس شاہراہ پر واقع ہے جو تجارتی قافلوں کی عام گزرگاہ تھی۔ یہ وادی القریٰ اور شام کے درمیان ایک شہر تھا۔ مدینہ سے اس کا فاصلہ کم از کم 375 میل تھا۔ آنحضرت ﷺ جب کسی غزوہ کے لئے خروج فرماتے تو اصل ہدف کو مخفی رکھتے تھے۔ لیکن اس غزوہ میں آپؐ نے ہدف کے بارے میں کھول کر بتا دیا تا کہ صحابہ کو معلوم ہو کہ اس غزوہ کے لئے لمبا اور دشوار سفر گرمی کی شدت میں کرنا ہو گا۔ گرمی کی شدت کے سبب اسلامی لشکر دن کے وقت آرام کرتا اور گرمی کی شدت کم ہونے پر سفر کرتا۔ کئی مرتبہ راتوں کو بھی سفر جاری رکھا۔ آپؐ نے یہ ہدایت فرمائی کہ اگر کوئی پیچھے رہ جائے تو وہ خود ہی کوشش کر کے لشکر سے آ ملے کیونکہ سارے لشکر کو روکنا ممکن نہ تھا۔سفر کے دوران لشکر قوم ثمود کے شہر حجر کے مقام سے گزرا جہاں پر آپؐ نے لوگوں کو وہاں کے گھروں میں جانے اور وہاں کا پانی استعمال کرنے سے منع فرمایا کیونکہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا۔

صحابہؓ میں قربانی کا جوش بہت تھا لیکن بہت ہی غربت کی حالت میں تھے۔ کچھ صحابہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ سامان کا سوال کیا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ لوگوں نے اُس وقت رسول اللہ ﷺ سے کیا مانگا تھا؟ تو انہوں نے کہا خدا کی قسم! ہم نے اُونٹ یا گھوڑے نہیں مانگے ہم نے صرف یہ کہا تھا کہ ہم ننگے پاؤں ہیں اگر ہم کو صرف جوتیوں کے جوڑے مل جائیں تو ہم جوتیاں پہن کر ہی اِس جنگ میں شریک ہونے کے لئے پہنچ جائیں گے۔

اسلامی لشکر تبوک پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔ جب رومیوں نے مسلمانوں کی آمد کی خبر سنی تو انہیں آگے بڑھ کر مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہوئی اور وہ اندرون ملک مختلف شہروں میں بکھر گئے۔ ان کے اس طرز عمل کا اثر عرب کے اندر اور باہر مسلمانوں کی فوجی ساکھ پر بہت عمدہ مرتب ہوا اور مسلمانوں نے ایسے ایسے اہم سیاسی فوائد حاصل کئے کہ جنگ کی صورت میں بھی ان کا حاصل کرنا ممکن نہیں تھا۔

تبوک میں قیام کے دوران آپؐ نے مختلف اطراف میں وفود بھجوا کر بعض قبائل سے معاہدات کئے۔ اسی دوران آنحضرت ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو دومۃ الجندل بھجوایا۔ وہاں کا سردار اکیدر بن مالک پکڑا گیا اور آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہوا۔ ایلہ، جرباء اور اذرح کے باشندوں نے بھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر جزیہ دینا منظور کیا۔ اس طرح اسلامی حکومت کی سرحدیں وسیع ہو کر رومی سرحد سے جا ملیں۔

اسلامی لشکر تقریباً 20 دن تبوک میں رہ کر لڑائی کے بغیر واپس مدینہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ بغیر جنگ کے رومی سلطنت کے کئی علاقے مسلمانوں کے زیر نگیں ہو گئے۔ اسلامی لشکر مدینہ سے تبوک کے لئے رجب 9ہجری کو روانہ ہوا تھا۔ اس مہم پر 50 ایام صرف ہوئے۔ 20 دن تبوک میں اور 30 دن آمد و رفت میں۔ یہ آپؐ کی حیات مبارکہ کا آخری غزوہ تھا۔ اس مہم کے کئی فائدے ہوئے۔ قبائل نے جزیہ کی ادائیگی منظور کی اور آپؐ سے معاہدے کئے۔ اسلامی حکومت کی سرحدیں وسیع ہو گئیں۔ مدینہ میں مختلف قبیلوں اور علاقوں کے وفود کثرت سے آنے شروع ہو گئے تھے اور اسلام بہت تیزی سے پھیلنے لگا۔

جب مدینہ کے منافقوں کو معلوم ہوا کہ لڑائی بھڑائی تو کچھ نہیں ہوئی اور محمد رسول اللہ ﷺ خیریت سے واپس آرہے ہیں۔تب انہوں نے مدینہ سے کچھ فاصلہ پر چند آدمی ایک ایسے رستہ پر بٹھا دیئے جو نہایت تنگ تھا اور جس پر صرف ایک ایک سوار گزر سکتا تھا۔ جب آپؐ اس جگہ کے قریب پہنچے تو آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے وحی سے بتا دیا کہ آگے دشمن راستہ کے دونوں طرف چھپا بیٹھا ہے۔ آپ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ جاؤ اور وہاں جا کر دیکھو۔ وہ سواری کو تیز کر کے وہاں پہنچے تو انہوں نے وہاں چند آدمی چھپے ہوئے دیکھے جو حملہ کے لئے تیار تھے۔ ان صحابی کو دیکھ کر وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ آپؐ نے تعاقب غیر ضروری سمجھا۔ لیکن اب وقت آ گیا تھا کہ منافقوں کی حقیقت مسلمانوں پر آشکارا کر دی جائے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ نے وحی سے حکم دیا کہ قبا کی وہ مسجد گرا دی جائے جو منافقوں نے سازشوں کے لئے بنائی تھی کہ نماز کے بہانہ سے وہاں جمع ہوا کریں گے اور منافقانہ مشورے کیا کریں گے۔ مگر باوجود اتنی بڑی شرارت کے ان کو کوئی بدنی یا مالی سزا نہ دی گئی۔ اس مسجد کو بنانے والا وہی ابو عامر ہی تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’تبوک سے واپسی کے بعد طائف کے لوگوں نے بھی آ کر اطاعت قبول کر لی اور اس کے بعد عرب کے متفرق قبائل نے باری باری آ کر اسلامی حکومت میں داخلہ کی اجازت چاہی اور تھوڑے ہی عرصہ میں سارے عرب پر اسلامی جھنڈا لہرانے لگا‘‘۔

(دیباچہ تفسیر القرآن۔ انوار العلوم جلد 20 صفحہ 363)

اسی غزوہ کے بعد پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام حضرت ھِلَال بن امیہؓ حضرت مُرارہ بن ربیعؓ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو مقاطعہ کی سزا دی گئی تھی۔ ان تینوں صحابہ نے آنحضور ﷺ کی واپسی پر صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے بتا دیا تھا کہ وہ نفس کے بہانوں کی وجہ سے ساتھ نہیں جا سکے تھے۔ چنانچہ ان کا معاملہ خدا پر چھوڑتے ہوئے آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب تک ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رہنمائی نہیں ملتی، کسی قسم کا تعلق نہ رکھا جائے۔ چنانچہ ان تینوں صحابہ نے بھی اسے قبول کیا اور اپنے اہل و عیال تک سے علیحدگی اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ سورہ توبہ کی وہ آیت نازل ہوئی جس میں ان کی معافی کا اعلان ہوا۔

اس عظیم غزوہ کی یاد میں ہجری شمسی کے سال میں ماہ ستمبر کو تبوک کا نام دیا گیا۔

جرمنی کے شمال سے جنوب تک ایک طویل سائیکل سفر

رپورٹ: انصر بلال چٹھہ صاحب
مربی سلسلہ وایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز جرمن ایڈیشن

مجلس صحت جرمنی کے سالانہ پروگرام کے تحت ماہ اگست 2020ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کی تاریخ کے ایک طویل ترین سائیکل سفر کا انعقاد ہوا ہے۔جس کا آغاز مؤرخہ 24 اگست کو جرمنی کے انتہائی شمال میں زیر تعمیر مسجد محمود Husum سے ہوا اور ایک ہزار تئیس کلومیٹر فاصلہ طے کرنے کے بعد انتہائی جنوب میں واقع مسجد عافیت Waldshut-Tiengen پہنچ کر 29 اگست کی شام ساڑھے نو بجے اِختتام پذیر ہوا۔ پہاڑی رستوں سے گزرنے والے اس قافلہ میں 70 سالہ محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی کی قیادت میں کل 16 افراد نے شرکت کی۔ یہ قافلہ دن کے وقت سفر کر کے ہر ڈیڑھ دو سو کلومیٹر پر واقع احمدیہ مساجد میں پڑاؤ کرتا رہا جہاں مقامی جماعتوں کی طرف سے استقبال، ریفریشمنٹ اور رہائش وطعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ جبکہ راستہ میں کھانے کے انتظام اور کسی بھی ہنگامی صورت حال سے نپٹنے کے لئے دو گاڑیوں پر خدام ساتھ ساتھ چلتے رہے۔

پہلے دن سفر کا آغاز 11 بجے ہوا اور قریباً 145 کلومیٹر طے کرنے کے بعد بیت الرشید ہمبرگ پہنچے تو احباب جماعت نے قافلہ کا پرتپاک استقبال کیا، یہاں اپنے پرخلوص جذبات کے اظہار کے لئے ایک خصوصی کیک بھی تیار کیا گیا تھا، کھانے اور نمازوں کے بعد وہاں موجود مقامی احباب کے ساتھ امیر صاحب نے مختصر گفتگو میں موجودہ حالات میں کھیل اور ورزش کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی نیز ممکن حد تک مساجد کو آباد کرنے کی تلقین فرمائی۔

اگلے روز مؤرخہ 25 اگست کو ہنوفر کے لئے روانگی ہوئی اور شام آٹھ بجے تک 173 کلومیٹر فاصلہ طے کر کے مسجد سمیع Hannover قافلہ کی آمد ہوئی تو یہاں بھی پرخلوص استقبال کیا گیا، رات قیام کرنے کے بعد اگلے روز سفر کا 171 کلومیٹر پر محیط بہت مشکل مرحلہ وسطی جرمنی کے بلند وبالا پہاڑوں کو سَر کرتے ہوئے قافلہ مسجد محمود Kassel رات ساڑھے دس بجے پہنچا۔شدید آندھی، طوفان بادوباراں کا سامنا رہا۔ اس کے باوجود پرعزم رہے۔ اس روز 1600 میٹر سے زیادہ چڑھائی چڑھی گئی۔ جو خدام کے لئے یقیناً ایک بڑا چیلنج تھا جسے سب نے نہ صرف خندہ پیشانی سے قبول کیا بلکہ اس مرحلہ سے گزرے بھی۔سفر کے چوتھے روز یہ قافلہ راستہ میں پڑنے والی مسجد Wabern سے ہوتے ہوئے 171 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرتے ہوئے مسجد بیت الواحد HANAU پہنچا۔ اس روز کا سفر موسم کے اعتبار سے اچھا رہا۔

مؤرخہ 28 اگست کو نماز جمعہ Bensheim کی مسجد بشیر میں ادا کی اور حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ سننے کے بعد سفر جاری رکھتے ہوئے Pforzheim مغرب کے بعد پہنچے۔ یہاں بعض اخباری نمائندے بھی آئے ہوئے تھے اور دیر تک وہ یہاں موجود رہے۔انہوں نے ہمارے پہنچنے پر انٹرویو کئے اور تصاویر بنائیں۔

اگلے روز اس سفر کی آخری منزل مسجد عافیت Waldshut-Tiengen کے لئے صبح ساڑھے نو بجے روانہ ہوئے۔سفر کا یہ مرحلہ طویل ترین ہونے کے ساتھ ساتھ مشکل ترین بھی تھا کیونکہ یہ سارا رستہ پہاڑی اور دشوار گزار تھا جس میں 2200 میٹر سے زیادہ چڑھائی طے کی گئی۔ علاوہ ازیں قدرتی مناظر کے اعتبار سے خوبصورت ترین بھی تھا۔سفر کے بعد وقفہ کے لئے ٹھہرے تو اس دوران دو جرمن صحافی سائیکلسٹ گزرے جنہوں نے ہمارے ساتھ کچھ وقت گزارا۔ ہمارے اس مشن کی تفصیل سن کر بہت متأثر ہوئے اور ہمارے سفر کو مقامی اخبار میں شائع کرانے کا وعدہ کیا،اس طرح ہمیں تبلیغ کا موقع بھی میسر آ گیا۔

ان چھ ایام میں سائیکلنگ کا دورانیہ کل 45 گھنٹے رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب سائیکل سوار اس سفر میں بخیریت رہے۔ پہلے روز ایک دوست کو معمولی حادثہ پیش آیا مگر انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور سفر جاری رکھا۔ تاہم دو ممبران اپنی صحت کے پیش نظر ہنوفر کے بعد سفر جاری نہ رکھ سکے جبکہ ایک خادم ہنوفر سے اس قافلہ میں شامل ہوئے۔

تمام شرکاء نے LIEBE FÜR ALLE, HASS FÜR KEINEN کے ماٹو والی ٹی شرٹس پہن رکھی تھیں۔شرکاء کے نام درج ذیل ہیں:

1. مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت احمدیہ جرمنی)

باقی صفحہ 44 پر

باہمی لین دین

اسلامی تعلیم کی روشنی میں

(مکرم رحمت اللہ بندیشہ صاحب۔مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

انسان کو اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔لیکن یہی لین دین جب احکام خداوندی کو نظرانداز کرکے کیا جائے، تو بے انتہاء معاشرتی مسائل پیدا کر دیتا ہے۔حتی کہ گہری محبتوں میں گندھے ہوئے خونی وجذباتی رشتے بھی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن جاتے ہیں۔ سو اس اہم بنیادی معاملہ پر اسلام کی وسیع تعلیمات میں سے چند ایک ہی اس مختصر وقت میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

قرض کا ضبط تحریر میں لانا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معیّن مدت تک کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور چاہئے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا انصاف سے لکھے۔

(سورۃ البقرہ آیت 283)

اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”دوسرا سبب قومی تنزل کا یہ بتایا ہے کہ لین دین کے معاملات میں احتیاط سے کام نہیں لیا جاتا۔قرض دیتے وقت تو دوستی اور محبت کے خیال سے نہ واپسی کی کوئی میعاد مقرر کرائی جاتی ہے اور نہ اسے ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے۔ اور جب روپیہ واپس آتا دکھائی نہیں دیتا تو لڑائی جھگڑا شروع کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ مقدمات تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور تمام دوستی دشمنی میں تبدیل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپس کے تعلقات کو خراب مت کرو اور قرض دیتے یا لیتے وقت ہماری ان دو ہدایات کو ملحوظ رکھو۔ (اوّل) یہ کہ جب تم کسی سے قرض لو تو اس قرض کی ادائیگی کا وقت مقرر کر لو۔ (دوم) روپیہ کا لین دین ضبط تحریر میں لے آؤ“۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 643۔ زیر آیت سورۃ البقرۃ 2813)

اس بابت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معین مدت کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو، اب یہ دیکھیں کتنا خوبصورت حکم ہے، بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں بڑا اعتبار ہے، کیا ضرورت ہے لکھنے کی، ہم تو بھائی بھائی کی طرح ہیں۔ لکھنے کا مطلب تو یہ ہے کہ بے اعتباری ہے اس طرح سے تو ہمارے اندر دُوری پیدا ہو گی اور ہمارے اندر رنجشیں بڑھیں گی۔ اور ہمارے آپس کے تعلقات خراب ہوں گے۔ تو یاد رکھیں کہ اگر تعلقات خراب ہوتے

ہیں اور اگر تعلقات خراب ہوں گے، تو تب ہوں گے جب قرآن کریم کے حکم کی خلاف ورزی کریں گے نہ کہ قرآن کریم پر عمل کرنے سے۔ بعض دفعہ یہ لکھتے ہیں یا کہتے ہیں کہ چھوٹی رقم کا لین دین ہے اس کو کیا لکھنا، ہمیں تو شرم آتی ہے کہ اتنی چھوٹی سی رقم کے بارے میں لکھیں، کہ اتنا قریبی تعلق ہے اور اتنی چھوٹی سی رقم کے لئے تحریر لی جائے۔ یا پھر کوئی چیز استعمال کے لئے لی ہے اس کے بارے میں تحریر لی جائے مثلاً بعض دفعہ بیاہ شادیوں وغیرہ پر بھی ایک دوسرے کی چیزیں استعمال کے لئے لی جاتی ہیں تو وہ بھی اسی زمرے میں آتی ہیں۔ وہ بھی لکھ لینی چاہئیں کیونکہ ان میں بھی بعض دفعہ بدظنیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعد کی بدظنیوں سے بچنے کے لئے بہترین طریق ہے کہ چھوٹی سی تحریر بنالی جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تھوڑے لین دین کو بھی لکھنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہے کہ لین دین چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ان جھگڑوں سے بچنا ہے تو لکھا کرو۔ جیسا کہ فرمایا:

وَ لَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ

کہ لین دین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اسے اس کی مقررہ میعاد پر یعنی جب تک کا معاہدہ ہے وہ بھی لکھو اور معاہدے کی تفصیل بھی لکھو، اور اس سے اکتانا نہیں چاہئے۔ یا اس کو معمولی چیز نہیں سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ اکتانے کا مطلب تو یہ ہے کہ شیطان کسی وقت بھی تمہارے اندر بدظنیاں پیدا کر دے گا اور بظاہر جو تم بلند حوصلگی کا مظاہرہ کر رہے ہو یا جو تم نے کیا ہے یہ تمہیں ایک وقت میں ایسے مقام پر لا کر کھڑا کر دے گا کہ بلند حوصلگی تو ایک طرف رہی تم ادنیٰ اخلاق کا بھی مظاہرہ نہیں کر رہے ہو گے۔ اور اس طرح عموماً ہوتا ہے، عموماً یہ باتیں ہوتی ہیں۔ یعنی تصور میں باتیں نہیں میں کر رہا ایسے معاملات آتے ہیں اور کئی جگہ ایسے لین دین میں، ایسے معاملوں میں کئی لوگوں کے قضایا میں، امور عامہ میں، جماعت میں یا ملکی عدالتوں میں کیس چلتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ وہی جو ایک وقت میں ہم پیالہ ہم نوالہ ہوتے تھے۔ اکٹھے بیٹھتے تھے، اکٹھے کھاتے تھے، پیتے تھے، بڑی پکی دوستیاں ہوتی تھیں، ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوئے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف عدالتوں میں جھوٹی گواہیاں بھی تلاش کرنی پڑیں تو تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کرنے کے نتیجے میں ہے''۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 566-565)

تحریر کا معین اور شرعی و ملکی قانون کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''کاتب کی تحریر عدالت سے وابستہ ہو، اور قانون سلطنت کے مطابق ٹھیک ہو... کئی لوگ اِس غلطی میں مُبتلا ہیں کہ وہ لکھوانے میں اور قانونِ سلطنت کے مطابق رجسٹری وغیرہ کرانے میں تساہل کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اجی یہ ہمارے اپنے ہیں یا بڑے بزرگ ہیں ان کی نسبت کیا خطرہ ہے۔ مگر آخر اس حکم کی خلاف ورزی کا نتیجہ اُٹھاتے ہیں''۔ (حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 435-434)

قرض کی واپسی کے متعلق تاکیدی ہدایات اور سخت انذار

لین دین کے معاملات میں سے قرض کی واپسی ایک اہم معاملہ ہے۔ اس ضمن میں بھی اسلام کی تفصیلی ہدایات موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ تو اِس قدر احتیاط فرمایا کرتے تھے کہ آپ ﷺ مقروض کا جنازہ بھی نہیں پڑھایا کرتے تھے، چنانچہ صحابہ کا بیان ہے کہ ''ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا۔ ہم نے عرض کیا حضور اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں آپؐ نے فرمایا کیا اس نے کوئی چیز (ترکہ میں) چھوڑی ہے۔ صحابہ نے کہا نہیں، پھر دریافت کیا کیا اس کے ذمہ کوئی قرض ہے، صحابہ نے عرض کیا تین دینار ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ (یعنی آپؐ نے نہیں پڑھائی اور کہا کہ دوسرے پڑھ لیں)۔ تو ابو قتادہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ اس کا قرض میرے ذمہ ہے اس پر آنحضورؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی''۔

(بخاری کتاب الحوالات باب اذا احال دین المیت علی رجل جاز)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نفس امّارہ کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پروا نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں۔ یہ عدل کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ تو ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھتے تھے (یعنی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے) پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے، اور ہر قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دور بھاگنا چاہئے۔ کیونکہ یہ امرالٰہی کے خلاف ہے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 607 جدید ایڈیشن)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بابت فرماتے ہیں:

''ایک بہت بڑی بیماری جو دنیا میں عموماً ہے اور جس کی وجہ سے بہت سارے فساد پیدا ہوتے ہیں وہ ہے کاروبار کے لئے یا کسی اور مَصرف کے لئے قرض لینا اور پھر ادا کرتے وقت ٹال مٹول سے کام لینا۔ بعض کی تو نیت شروع سے ہی خراب ہوتی ہے کہ قرض لے لیا پھر دیکھیں گے کہ کب ادا کرنا ہے۔ اور ایسے لوگ باتوں میں بھی بڑے ماہر ہوتے ہیں جن سے قرض لینا ہو ان کو ایسا باتوں میں چراتے ہیں کہ وہ بیوقوف بن کے پھر رقم ادا کر دیتے ہیں یا کاروباری شراکت کر لیتے ہیں... اکثر مشاہدہ میں آتا ہے ایسے لوگ جو بدنیتی سے قرض لیتے ہیں ان کے کاموں میں بڑی بے برکتی رہتی ہے۔ مالی لحاظ سے وہ لوگ ڈوبتے ہی چلے جاتے ہیں اور خود تو پھر ایسے لوگ برباد ہوتے ہی ہیں ساتھ ہی اُس بے چارے کو بھی اس رقم سے محروم کر دیتے ہیں جس سے انہوں نے باتوں میں چرا کر رقم لی ہوئی ہوتی ہے۔ جو بعض دفعہ اس لالچ میں آ کر قرض دے رہا ہوتا ہے، پیسے کاروبار میں لگا رہا ہوتا ہے کہ مجھے غیر معمولی منافع ملے گا۔ وہاں عقل اور سوچ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بس وہ منافع کے چکر میں آ کر اپنے پیسے ضائع کر دیتے ہیں اور بظاہر اچھے بھلے، عقلمند لوگوں کی اس معاملے میں عقل ماری جاتی ہے اور

ایسے دھوکے بازوں کو رقم دے دیتے ہیں۔ تو قرض جب بھی لینا ہو نیک نیتی سے لینا چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد سوم۔ صفحہ 679، 680)

کم مالی کشائش والے عزیز واقارب کی مدد

مالی کشائش والے احباب کا ایک تعلق لین دین کے سلسلہ میں مستحق عزیز واقارب اور دیگر مستحقین کی مالی اِمداد سے بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اِمداد باہمی کرتے ہوئے والدین اور دیگر عزیز رشتہ داروں کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ

(البقرۃ 216)

یعنی وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں تُو کہہ دے کہ تم (اپنے) مال میں سے جو کچھ بھی خرچ کرنا چاہو تو والدین کی خاطر کرو اور اقرباء کی خاطر اور یتیموں کی خاطر اور مسکینوں کی خاطر اور مسافروں کی خاطر اور جو نیکی بھی تم کرو تو اللہ یقیناً اس کا خوب علم رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”سچے نیکوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ خدا کی رضاجوئی کے لئے اپنے قریبیوں کی اپنے مال سے مدد کرتے ہیں اور نیز اس مال میں سے یتیموں کے تعہد اور ان کی پرورش اور تعلیم وغیرہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں، اور مسکینوں کو فقروفاقہ سے بچاتے ہیں۔ اور مسافروں اور سوالیوں کی خدمت کرتے ہیں“۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 357)

پس یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ توجہ دلائی ہے کہ اپنے قریبی عزیز واقارب کی ضروریات پوری کرنے کے لئے جو لوگ بہتر حالت میں ہیں اور مالی کشائش رکھتے ہیں وہ خصوصاً اپنے غریب اقارب کے لئے خرچ کریں۔ چنانچہ احادیث میں لکھا ہے کہ اگر کوئی اپنے مستحق رشتہ داروں کو صدقہ دیتا ہے تو یہ اسے دوہرے ثواب کا حقدار بناتا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

اِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ، وَعَلَى ذِي الرَّحِمِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ

”مسکین کو صدقہ دینا بھی صدقہ ہے لیکن رشتہ داروں کو دینے میں دوہرا اجر ہے ایک صدقہ کا اور دوسرے صلہ رحمی کا“۔

(سنن نسائی، كِتَابُ الزَّكَاةِ، الصَّدَقَةُ عَلَى الْأَقَارِبِ)

بعض اوقات حسن سلوک کے باوجود کمزور عزیز واقارب کی طرف سے غیر مناسب رویہ کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔ اس قسم کے حالات کے باوجود مناسب طریق پر امداد جاری رہنی چاہیے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ایک احمدی کا معیار تو یہی ہے کہ اس میں صرف اپنی خواہشات نہ ہوں بلکہ وہ اپنے بھائیوں کی خواہشات کا بھی احترام کرنے والا ہو۔ اپنی بہنوں کی خواہشات کا احترام کرنے والا بھی ہو۔ اپنے عزیزوں رشتہ داروں کی خواہشات کا احترام کرنے والا بھی ہو۔ غریبوں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والا بھی ہو۔ غصے کی وجہ سے یا کسی ناراضگی کی وجہ سے اگر کوئی ضرورت مند ہے تو کسی بھی وقت اس کو اپنی مدد سے محروم نہ کرے، اس کی مدد سے ہاتھ نہ کھینچے۔۔۔ پس اپنے عزیزوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ کریں۔ مسکینوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ کریں۔ یہاں ان مغربی ممالک میں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے کشائش حاصل کر چکے ہیں اپنے عزیزوں کو، ایسے عزیز جو زیر نگیں نہیں بلکہ قرابت داری ہے، جو غریب ملکوں میں رہتے ہیں اور جن کی مالی کشائش نہیں، ان کو بھی وقتاً فوقتاً تحفے بھیجتے رہا کریں۔۔۔ اور یہ خیال ایسا ہو کہ اس میں احسان جتانا نہ ہو بلکہ اِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى کا نظارہ پیش کر رہا ہو، دل کی گہرائیوں سے خدمت ہو رہی ہو۔ اس حکم کے تابع یہ مدد ہو رہی ہو کہ دایاں ہاتھ اگر دے رہا ہے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ یہ طریق ہے جس سے دوسرے کی عزت نفس بھی قائم رہتی ہے۔ یہ طریق ہے جس سے معاشرے میں سلامتی پھیلتی ہے اور یہ طریق ہے جس سے ایک دوسرے کے لئے دعاؤں سے پُر معاشرہ بھی قائم ہوتا ہے۔ (خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 237-236)

ہدیہ وتحائف کی بابت اسلامی تعلیمات

شادی بیاہ، دیگر خوشی کے مواقع پر یا عام حالات میں بھی تحائف کا تبادلہ بھی لین دین کا ایک اہم معاملہ ہے۔ تحائف دینے کی پسندیدگی کی نسبت رسول پاک ﷺ نے فرمایا ہے:

تَهَادَوْا تَحَابُّوا

”ایک دوسرے کو تحفے دو اس سے تمہاری آپس کی محبت بڑھے گی۔“

(مؤطاامام مالک باب ماجاء فی الھجر)

البتہ تحفہ دے کر واپس مانگنے کو رسول پاک ﷺ نے انتہائی نامناسب اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ: حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی آدمی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کو تحفہ دے کر اسے واپس لے لے سوائے والد کے (والد اپنی اولاد کو دیا ہوا تحفہ اس سے واپس لے سکتا ہے) اور والد کے علاوہ جو شخص تحفہ دے کر واپس لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے جو کھاتا ہے اور جب سیر ہو جائے تو قے کر دیتا ہے اور پھر اپنی قے کو کھا لیتا ہے۔ (ابو داؤد کتاب الاجارۃ باب الرجوع فی الھبۃ)

اسی طرح خصوصاً کم ثروت والے والدین کی خدمت کے متعلق رسول پاک ﷺ کے ایک ارشاد کو حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

ایک شخص نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے کر خرچ کر دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں پھر آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

یقیناً تمہاری بہترین کمائیوں میں سے ایک بہترین کمائی تمہاری اولاد ہے، پس تم ان کے اموال میں سے کھا سکتے ہو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب التجارات بَابُ مَالِ الرَّجُلِ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ)

جبکہ دوسری طرف حضور ﷺ نے سوال کرنے کو بھی انتہائی ناپسند فرمایا ہے کہ حضرت حکیم بن حزام روایت

کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا تو آپؐ نے مجھے دیا۔ پھر میں نے مانگا تو آپؐ نے مجھے دیا۔ پھر آپؐ نے مجھ سے فرمایا: حکیم! یہ مال (دیکھنے میں) خوشنما اور (مزے میں) شیریں ہے۔ جس کسی نے اِسے سیر چشمی سے لیا اُس کے لئے تو اس میں برکت دی جاتی ہے، اور جس نے جان جوکھوں میں ڈال کر اور للچا للچا کر لیا اُس کے لئے اِس میں کبھی برکت نہیں ڈالی جائے گی۔ اور وہ اُس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نچلے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے....

(بخاری کتاب الوصیہ باب تاویل قولہ من بعد وصیۃ یوصی بھا)

حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیشہ بار بار یہ تعلیم دی ہے کہ اگر کبھی مشکل اوقات درپیش ہوں تو پھر جو کچھ مانگنا ہے وہ صرف خدا سے ہی مانگنا بہتر ہے۔ جیسے حضورؑ نے شیخ محمد بخش رئیس کڑیانوالہ ضلع گجرات کو یہ نصیحت لکھ کر دی تھی کہ

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

(درثمین صفحہ 102 بحوالہ اخبار ”الفضل“ 13 جنوری 1928ء)

اسی طرح لین دین میں امانتوں کی ادائیگی کی بابت حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمیں خطاب کرتے ہوئے ہمیشہ فرمایا کرتے تھے:

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ

یعنی جو شخص امانت کا لحاظ نہیں رکھتا اس کا ایمان کوئی ایمان نہیں اور جو عہد کا پاس نہیں رکھتا اس کا کوئی دین نہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 135 مطبوعہ بیروت)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان احادیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اب امانت صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ کسی نے کوئی چیز یا رقم کسی کے پاس رکھوائی تو وہ اس طرح واپس کر دی۔ یہ تو ہے ہی لیکن کوئی بھی شخص جو بھی کام کر رہا ہے اگر وہ اس کا حق ادا نہیں کر رہا، چاہے کام میں سستی کر کے حق ادا نہیں ہو رہا یا کاروباری آدمی کا اپنے کاروبار میں دوسرے کو دھوکے دینے کی وجہ سے اس سے اِنصاف نہیں ہو رہا، حق ادا نہیں ہو رہا تو یہ خیانت ہے کیونکہ کاروبار میں، لین دین میں مثلاً اگر کسی نے کسی دوسرے پر اعتبار کیا ہے تو اس کو امین سمجھ کر ہی، اس کو امانتدار سمجھ کر ہی اس سے کاروبار یا لین دین کا معاہدہ کیا ہے۔ اگر اس اعتماد کو ٹھیس پہنچائی گئی ہے تو یہ خیانت ہے....تو یہ سب باتیں ایسی ہیں جو ایمان میں کمزوری کی نشانی ہیں۔ وعدوں کا پاس کرنا ہے۔ اگر اپنے عہد نہیں نبھا رہے تو عہد توڑنے کے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اور عہد توڑنے کے ساتھ ساتھ خیانت بھی کر رہے ہیں“۔

(خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 239.240)

ایک اَور جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ایک اور حکم جس نے آج کل بھائی کو بھائی سے دور کر دیا ہے۔ چند سال پہلے جن میں مثالی محبت نظر آتی تھی اب بغض، کینے اور حسد نے ان کو ایک دوسرے کے لئے اندھا کر دیا ہے اور وہ حکم جس پر عمل نہ کرنے سے یہ صورتحال پیدا ہوتی ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ یوں منادی فرمائی ہے۔ فرمایا:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:189)

اور اپنے ہی اموال آپس میں جھوٹ فریب کے ذریعہ نہ کھایا کرو اور نہ تم انہیں حُکّام کے سامنے اس غرض سے پیش کرو کہ تم گناہ کے ذریعہ لوگوں کے (یعنی قومی) اموال میں سے کچھ کھا سکو۔

تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ۔ دوسرے کے مال کھانے کے لئے قومی مال نہ کھاؤ۔ وہ بھی ایک وجہ ہے۔ پھر رشوت دے کر غلط فیصلے اپنے حق میں نہ کراؤ۔ ایک دوسرے کے مال پر نظر رکھنے سے، ایک دوسرے کی جائیداد پر نظر رکھنے سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ کسی کی جائیداد کے بارے میں عدالت بے شک دوسرے کو حق بھی دلا دے لیکن اپنے اندر ہمیشہ ٹٹول کر دیکھنا چاہئے کہ کیا واقعی یہ میرا حق ہے؟ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اس طرح تم آگ کا گولہ اپنے پیٹ میں ڈالتے ہو۔ اس وجہ سے جہاں دو گھروں میں نفرتیں پلتی ہیں، معاشرے میں فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے۔ ناجائز مال کھانے کی وجہ سے ایسے لوگ پھر اپنے گھر کی سلامتی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ پس اس بات کی بڑی سختی سے پابندی کرنی چاہئے اور ہمیشہ اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ کسی بھی صورت میں اپنے آپ کو سلامتی سے محروم کرنے والے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ان چیزوں سے بچائے رکھے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے، آمین۔

(خطبہ جمعہ 15/ جون 2007ء خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 256)

اک سے ہزار ہوویں

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے خاکسار اور میری اہلیہ محترمہ صبیحہ احمد صاحبہ کو 4 جولائی 2020ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام حمدان احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے اور مکرم حفیظ اللہ مرحوم آف ربوہ کا پوتا اور مکرم خادم حسین صاحب جماعت Soest جرمنی کا نواسہ ہے۔

(قمر احمد جماعت Soest جرمنی)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 27 اگست 2020ء کو خاکسار کے بیٹے مکرم محمد فائز احمد خان مربی سلسلہ حال Usingen کو دو بیٹیوں کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عزیز نومولود کا نام دبیر احمد خان عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم منصور احمد خان صاحب کا نواسہ ہے۔

(عبدالسلام خان۔ گروس گیراؤ جرمنی)

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچوں کو نیک متقی، صالح، خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے، آمین۔

شریکِ حیات کا انتخاب

(مولانا نفیس احمد عتیق صاحب مربی سلسلہ، نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ برائے وسطی جرمنی)

شریک حیات کے انتخاب کیلئے اسلام میں بڑی واضح تعلیم موجود ہے۔ شادی کرنے کے سلسلہ میں عموماً چار باتوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے، مالی حالت، خاندانی وجاہت، حسن و جمال اور دینداری یعنی حسنِ سیرت۔ اسلامی تعلیم کے مطابق ایک مومن کو چاہئے کہ وہ حسن سیرت کو ترجیحاً مدّنظر رکھے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تیرا بھلا کرے تو دین والے پہلو کو ترجیح دے۔

(بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین)

حضرت ابو حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تمہارے پاس کوئی ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اسے رشتہ دے دیا کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ وفساد پیدا ہو گا۔ سوال کرنے والے نے سوال کرنا چاہا لیکن آپؐ نے تین مرتبہ یہی فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی شخص رشتہ لے کر آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اسے رشتہ دے دیا کرو۔

(ترمذی۔ کتاب النکاح باب ماجاء کم من ترضون دینہ....)

انہی احادیث کی روشنی میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز ان کے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر لڑکی نہ پاویں تو ایسی صورت میں ان پر لازم ہو گا کہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہیے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کریں گے اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں اور یا اگر یہ نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرفِ عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں۔ اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں“۔

(اشتہار 7 جون 1898ء۔ مجموعہ اشتہارات، جلد 2 صفحہ 223-224)

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

”ہماری قوم میں یہ بھی ایک بد رسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکام شریعت کے بالکل برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں رشتہ ناطہ میں صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا نہیں جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات:14) یعنی تم میں سے خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 ص 86-87)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بعض لوگ خاندانوں اور ذاتوں اور شکلوں وغیرہ کے مسئلے میں الجھ جاتے ہیں۔ اور پھر انکار کر دیتے ہیں۔ پھر اِن مسئلوں میں اس طرح الجھتے ہیں تو لڑکیوں کے رشتے طے کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ تو یہ ذاتیں وغیرہ بھی اب چھوڑنی چاہئیں۔ اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائی ہیں اور آجکل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کی کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔ تو پھر ان چیزوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہئے۔"

(خطبات مسرور جلد 2 ص 940)

خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"رشتہ خواہ بیٹی کا پیش نظر ہو یا بیٹے کا یا کسی اور عزیز کا، ہر صورت میں ماں باپ کی یہ پہلی اور بنیادی ذمہ داری ہے کہ رشتہ کے مسئلہ کا اِنتہائی عاجزانہ دعا کے ساتھ آغاز کریں۔ دعاؤں کو رشتہ میں بہت اہمیت ہے اور دعاؤں کا اثر اولاد پر بہت دور تک پڑتا ہے... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے شادی سے پہلے سے دعائیں کی ہوئی تھیں تو دعاؤں میں ضرور اپنی اولاد کو یاد رکھا کریں اور اِس کے نتیجہ میں جو رشتے بھی اُن کے ہوں گے وہ بھی اللہ کے فضل سے اچھے ہوں گے۔ بعض لوگ خاندانوں کی ظاہری شان و شوکت کی خاطر شادی کر لیتے ہیں یا محض مال اور حسن و جمال کی وجہ سے شادی کر لیتے ہیں ایسے گھرانوں کے اِنتخاب اور پسند کے پیمانے دنیا کے تابع ہونے کے باعث کبھی درست ثابت نہیں ہوتے"۔ (روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 15 مئی 2001ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صالح مرد اور صالح عورتوں کی شادی کروایا کرو۔ (سنن الدارمی۔ کتاب النکاح۔ باب فی النکاح الصالحین) تو اس میں بھی نیک لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ نیک کام معاشرے کو فساد سے بچانے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے اس میں جلدی بھی کرنی چاہئے۔ لیکن آج کل تو بعض دفعہ دیکھا ہے ایسے لوگ کافی تعداد میں ہیں ماں باپ کے ساتھ لڑکے آتے ہیں 35-34 سال کی عمر ہوتی ہے لیکن ان کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھا ہوا ہے۔ ان کی ابھی تک شادیاں نہیں کروائیں۔ شادی کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو بیٹیوں کی کمائی کھانے کے لئے اس طرح کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض بیٹوں کی کمائی کھانے کے لئے اس طرح کر رہے ہوتے ہیں۔ اور جو بیٹیوں کی کمائی کھانے والے ہیں وہ صرف اس لئے کہ گھر کے جو لڑکے ہیں وہ نکمے ہیں، کوئی کام نہیں کر رہے، پڑھے لکھے نہیں اس لئے گھر بیٹیوں کی کمائی پر چل رہا ہے اور اگر شادی کر بھی دی تو کوشش یہ ہوتی ہے کہ داماد، گھر داماد بن کر رہے، گھر میں ہی موجود رہے جو اکثر ناممکن ہوتا ہے۔"

(خطبات مسرور جلد 2 ص 933-934)

نیز فرمایا: "یہ شکایتیں اب بڑی عام ہونے لگ گئی ہیں کہ بچی نیک ہے، شریف ہے، با اخلاق ہے، پڑھی لکھی ہے، جماعتی کاموں میں حصہ بھی لیتی ہے، لیکن شکل ذرا کم ہے یا قد اس کا دیکھنے والوں کے معیار کے مطابق نہیں ہے۔ تو لوگ آتے ہیں دیکھتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اس بارے میں پہلے بھی ایک دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ شکل اور قد کاٹھ تو تصویر اور معلومات کے ذریعہ سے بھی پتہ لگ سکتا ہے۔ پھر گھر جا کر بچیوں کو دیکھنا اور ان کو تنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان چیزوں کو نہ دیکھو، دینداری کو دیکھو۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنی نسلوں کو سنبھالنا ہے تو دینداری دیکھا کرو۔ اگر بچیوں کی دینداری دیکھیں گے تو آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کے وارث بھی بنیں گے اور اپنی نسل کو بھی دین پر چلتا ہوا دیکھنے والے ہوں گے۔" (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 933-932)

غیر مسلموں سے شادی کرنے کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اگر احمدی لڑکے احمدی لڑکیوں کو چھوڑ کر اور احمدی لڑکیاں احمدی لڑکوں کو چھوڑ کر دوسروں سے شادی کریں گے تو معاشرے میں، خاندان میں فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہوگا۔ نئی نسل کے دین سے ہٹنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے دین کا کفو دیکھنا بھی اس طرح ضروری ہے جس طرح دنیا کا۔ ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کو بعضوں کو بڑا رجحان ہوتا ہے غیروں میں رشتے کرنے کا۔ اس طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔ خاص طور پر اس آزاد معاشرے میں"۔ (خطبات مسرور جلد 2 ص 931)

اسی ضمن میں فرمایا: "آپ ﷺ نے اِس طرف توجہ دلائی کہ دین دار لڑکے سے رشتہ کر لیا کرو۔ مالی کمزوری بھی اگر ہو تو یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ دین پر قائم ہے تو اللہ تعالیٰ مالی حالات بھی درست فرما دے گا۔ اس لئے جب بچیوں کے رشتے آتے ہیں تو زیادہ لٹکانا نہیں چاہیے بلکہ اگر دینداری کی تسلی ہوگئی ہے تو رشتہ کر دینا چاہیے۔ اس طرح لڑکوں کو بھی آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ رشتے کرتے وقت لڑکی کی ظاہری اور دنیاوی حالت کو نہ دیکھو۔ اس حیثیت کو نہ دیکھا کرو بلکہ یہ دیکھو کہ اس میں نیکی کتنی ہے..... بعض لوگ تو رشتے کے وقت لڑکیوں کو اس طرح ٹٹول کر دیکھ رہے ہوتے ہیں جس طرح قربانی کے بکرے کو ٹٹولا جاتا ہے۔ شادی تو ایک معاہدہ ہے۔ ایک فریق کی قربانی کا نام نہیں ہے بلکہ دونوں فریقوں کی ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا نام ہے۔" (خطبات مسرور جلد 2 ص 931-933)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ پر چلتے ہوئے رشتے قائم کرنے کی توفیق دے۔ بچوں بچیوں کے رشتے بروقت کروانے کی توفیق دے اور قرآنی حکم کے مطابق یتیموں، بیواؤں ہر ایک کے رشتے کروانے کی توفیق دے۔ نظام جماعت کو بھی اور لوگوں کو بھی معاشرے کو بھی اور سب بچیاں جن کے والدین پریشان ہیں ان سب کی پریشانیاں دور فرمائے، آمین۔

جرمنی میں مدفون موصیانِ کرام

تاریخ احمدیت کمیٹی جرمنی کی درخواست پر شعبہ وصایا نے جرمنی کے مختلف قبرستانوں میں مدفون موصی احباب جماعت کی فہرست تیار کی ہے۔ اس کا مقصد اپنے فوت شدہ اعزہ و اقرباء کو یاد رکھنا اور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں گاہے گاہے ان کی قبروں پر جا کر دعا کرنا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اگر ان کے کسی موصی عزیز کا نام اس فہرست میں شامل نہ ہوسکا ہو یا کوئی تصحیح طلب امر ہو تو وہ دفتر وصایا سے رابطہ کر کے مطلع فرمائیں، مکرم اشتیاق احمد صاحب (طوعی کارکن شعبہ وصایا جرمنی) کے ہم بطور خاص ممنون ہیں جنہوں نے اس فہرست کے تیاری میں بہت محنت سے کام کیا، جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ (ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی)

نمبر شمار	وصیت نمبر	نام	ولدیت/زوجیت	تاریخ وفات	جماعت	قبرستان
1	20185	Abdul Ghafoor Bhatti	Ghulam Haider Bhatti	14.02.2015	Frankfurter Berg(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
2	75324	Abdul Hamid Bajwa	Ch. Rehmat Ali Bajwa	03.05.2017	Neu Isenburg	Südfriedhof Frankfurt
3	58138	Abdul Rahman Ahsan	Abdul Rasheed Derveish	08.10.2017	Ginsheim	Friedhof Groß-Gerau
4	12355	Aisha Khan	W/O Aziz Ullah khan	18.01.2015	Karben	Südfriedhof Frankfurt
5	17398	Aisha Siddiqa	W/O Fazal Ilahi Anweri	08.12.2010	Obertshausen	Südfriedhof Frankfurt
6	17077	Amna Begum	Dr. Sharif Ahmad	25.09.2017	Walldorf(Mörfelden Walldorf)	Walldorf friedhof
7	18308	Amtul Aziz Anwar	W/O Malik Mohammad Ahmad Anwar	16.11.1999	Raunheim Süd	Friedhof Groß-Gerau
8	59052	Amtul Hafeez	W/O Bashir Ahmad Khalid	11.01.2011	Raunheim Nord	Friedhof Raunheim
9	87430	Amtul Hafeez Begum	W/O Mansoor Ahmad	17.08.2015	Seligenstadt	Neuer Friedhof Seligenstadt
10	64922	Amtul Hameed Rana	W/O Jamil Ahmad Gull	03.09.2014	Rosenhöhe(Offenbach)	Südfriedhof Frankfurt
11	34342	Amtul Naseer Rafiq	W/O Rafiq Ahmed	21.12.2016	Baitus Sabuh Nord (Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
12	99648	Amtul Qayyum	W/O Hanif Ahmed Anjum	18.09.2013	Groß-Gerau West	Nord Friedhof Groß-Gerau
13	42446	Amtul Rauf	W/O Munawar Hussain	28.06.2014	Ulm Donau	Neuer Friedhof Offenbach
14	53843	Amtul Salam Iqbal	W/O Nayyar Iqbal	29.06.2014	Rodgau	Frankfurt Südfriedhof
15	26937	Amtullah Begum	W/O Malik Noor Mohammad	17.12.2015	Rüdesheim	Rüdesheim Friedhof
16	15498	Amtus Salam Ch.	W/O Naseem Ahmad Tahir	02.02.2011	Raunheim Nord	Nord Friedhof Groß-Gerau
17	23074	Anisa Munawar	W/O Munawar Ahmad Bajwa	21.02.2016	Ginnheim(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
18	14084	Anjuman Araw Malik	W/O Malik Abdul Qadeer	28.03.2006	Eppertshausen	Südfriedhof Frankfurt
19	103437	Arshad Ali Gill	Mohammad Ismail Gill	21.08.2013	Baitul Baqi(Dietzenbach)	Friedhof subteilung Dietzenbach
20	82080	Arshad Bibi	W/O Sharif Ahmad	10.01.2016	Rodgau	Waldfriedhof Jügesheim
21	114337	Attiya Naseer	W/O Naseer Uddin	27.04.2017	Neuwied	Friedhof Torney Neuwied
22	67630	Ayisha Lubna Khan	W/O Muhammad Asim	22.12.2018	München	West Friedhof München
23	16473	Basharat Ahmad	Ghulam Ali	15.09.2014	Marburg	Friedhof Wehrda Marburg
24	31135	Basharat Ahmad	Molvi Muhammad Abdullah	27.08.2002	Reichelsheim	Friedhof Beienheim (Reichelsheim)
25	16109	Bashirah Malik	W/O Malik Mohammad Ahmad	17.06.2015	Ginsheim	Südfriedhof Frankfurt
26	13030	Bashiran Begum	W/O Abdul Latif	07.05.2015	Raunheim Süd	Friedhof Raunheim
27	21111	Bushra Begum	W/O Mahmood Ahmad	24.07.2012	Oberursel	Hauptfriedhof Oberursel
28	20161	Bushra Ghafoor	W/O Abdul Ghafoor Bhatti	26.09.2014	Frankfurter Berg(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
29	4930	Ch Abdul Latif	Ch. Atta Muhammad	16.11.1997	Hamburg	Friedhof Öjendorf Hamburg

نمبر شمار	وصیت نمبر	نام	ولدیت/زوجیت	تاریخ وفات	جماعت	قبرستان
30	45333	Ch. Adrees Ahmed	Dr. Abdul Ahad Ch	13.08.2017	Bad Segeberg	Friedhof Bad Segeberg
31	11745	Ch. Ismail	Ch. Khair Deen	25.09.2017	Fulda	Friedhof West Fulda(Galaria)
32	16661	Ch. Mohammad Hanif	Ch. Din Mohammad	09.02.2018	Billstedt(Hamburg)	Friedhof Öjendorf Hamburg
33	26408	Ch. Mubashar Ahmad	Muhammad Ashraf	27.06.2018	Radevormwald	Bleidinghausen friedhof Remscheid
34	18496	Ehsan Ul Haq Sami	Dr. Siraj Uddin Ahmed	23.11.2014	Höchst(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
35	43601	Ejaz Ahmad	Allah Dad	16.01.2019	Eppelheim	Friedhof Eppelheim
36	22610	Ejaz Ahmad Tariq	Ch. Munawar Ahmad	09.12.2017	Baitus Sabuh Nord(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
37	76475	Falahuddin Saif	Saif Uddin Saif	23.09.2017	Eidelstedt(Hamburg)	Friedhofsverwaltung Stellingen
38	9101	Faza Ilahi Anwari	Muhammad Imam Ali	04.03.2017	Obertshausen	Südfriedhof Frankfurt
39	45152	Fazal Ilahi Tahir	Ch. Din Muhammad	22.08.2017	Neu Isenburg	Südfriedhof Frankfurt
40	82399	Fazilat Bibi	W/O Abdul Hafeez	26.11.2018	Langenselbold	HauptFriedhof Hanau
41	20975	Hadayat begum Hübsch	Hadayat Ullah Hübsch	14.03.1979	Zeilsheim(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
42	21763	Hadayat ullah Hübsch	Max Hübsch	04.01.2011	Zeilsheim(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
43	8788	Hameeda Begum	W/o Syed Mubarak Ahmad	21.06.1990	Hamburg	Friedhof Öjendorf Hamburg
44	99275	Hamida Begum	W/O Sharif Ahmad	08.04.2018	Calw	Hauptfriedhof Mannheim
45	57873	Hamid-Uddin Sabar Khan	Shams Uddin Khan	01.06.2016	Höchst(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
46	18 - W - 0134	Hussain Bibi	Khushi Muhammad	17.09.2018	Dietzenbach West	Südfriedhof Frankfurt
47	66699	Inayat Begum	W/O Sultan Ahmad	24.08.2014	Pinneberg	Ohlsdorf Friedhof Hamburg
48	32468	Iqbal Begum	W/O Nazeer Ahmad Virya	05.06.2018	Lampertheim	Südfriedhof Frankfurt
49	54477	Ishrat Javid	W/O Malik Javid	16.07.2012	Waiblingen	Friedhof Neustadt Waiblingen
50	106698	Jameela Waheed	Waheed Ullah Shahid	29.10.2013	Gummersbach	Südfriedhof Frankfurt
51	50116	Jamil Ahmed Gul	Ch.Umer Din	20.12.2015	Rosenhöhe(Offenbach)	Friedhof Frankfurt Süd
52	27834	Jamila Begum	W/O Khawaja Ghulam Nabi	21.10.2018	Bocholt	Friedhof Bocholt
53	61008	Jamila Bhatti	W/O Iftkhar Ahmad Bhatti	12.02.2008	Bremen	Moodrich Friedhof Bremen
54	27338	Kausar Shaheen Malik	W/O Malik Anwar Ahmad	24.01.2012	Rödelheim(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
55	19464	Khadija Begum Sabir	W/O Daud Ahmad Sabir	27.11.2013	Rüselsheim West	Friedhof Wald Rüsselsheim
56	15189	Kramat Ullah Mirza	Mohammad Abaid Ullah Derveish	30.01.2014	Würzburg	Hauptfriedhof Würzburg
57	15896	Mahmooda Zia	W/O Zia Uddin Zia	07.03.2006	Wolfskehlen(Riedstadt)	Friedhof Wolfskehlen Riedtstadt
58	15903	Maqsood Ahmed	Ch. Farzand Ali	04.01.2016	Rödelheim(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
59	17568	Masood Ahmed Jehlmi	Abdul Rahim Loon	23.08.1992	Frankfurt	Südfriedhof Frankfurt
60	37979	Mohammad Rafique	Ch. Umer Din	10.08.2012	Bergisch Gladbach	Moitzfeld Friedhof Bergisch Gladbach
61	28321	Mohammad Shafi Zubair	Jan Mohammad	24.04.2006	Bensheim	Waldfriedhof Darmstadt
62	112169	Monazza Hina Ghafoor	D/O Mohammad Ghafoor	27.07.2015	Meschede	Südfriedhof Frankfurt
63	10095	Mubarika Ashraf	D/O Molana Mohammad Ibrahim Baqapuri	28.11.2015	Bait Ul baqi(Dietzenbach)	Südfriedhof Frankfurt
64	19654	Mubashar Ahmed Bajwa	Ch. Muhammad Shafi Bajwa	01.08.1995	Dietzenbach	Südfriedhof Frankfurt
65	6575	Muhammad Ahmed Malik	Babu Fazal Ahmad	06.05.2016	Ginsheim	Südfriedhof Frankfurt
66	66754	Muhammad Anwar	Muhamamd Murad	27.10.2017	Koblenz	Hauptfriedhof Koblenz
67	61982	Muhammad Moman Khan	Muhammad Afzal Khan	28.11.2013	Delmenhorst	Friedhof Bungerhof Delmenhorst
68	59098	Muhammad Rasheed	Muhammad Hanif Tahir	23.07.2011	Groß-Gerau	Friedhof, Groß-Gerau Nord

نمبر شمار	وصیت نمبر	نام	ولدیت/زوجیت	تاریخ وفات	جماعت	قبرستان
69	96540	Muhammad Saddique	Muhammad Sharif	25.09.2018	Nasir Bagh(Groß-Gerau)	Friedhof Groß-Gerau
70	98147	Muhammad Zulqarnain Butt	Jan Muhammad Butt	22.09.2018	Baitul Latif(Offenbach)	Neuer Friedhof Offenbach
71	18665	Munir Ahmed Butt	Abdul Wahid Butt	10.09.2018	Baitul Latif(Offenbach)	Neuer Friedhof Offenbach
72	23359	Muzafferr Ahmed Qureshi	Bashir Ahmed Qureshi	09.03.2017	Selingenstadt	Neuer Friedhof Selingenstadt
73	19593	Naeem Ahmad Sharma	Fateh Muhammad Sharma	31.03.2015	Griesheim(Darmstadt)	Friedhof West Fulda(Galaria)
74	21361	Naeem Ullah Khalid (1/3)	Dr. Abaid Ullah Khalid	31.01.2018	Frankenthal	Südfriedhof Frankfurt
75	99691	Najma Nasreen	W/O Daud Ahmad Taher	28.10.2017	Hanau	HauptFriedhof Hanau
76	20436	Naseem Ahmad Tahir	Mohammad Zaka Ullah Khan	10.12.2016	Raunheim Nord	Nord Friedhof Groß-Gerau
77	36163	Naseer Akhter	W/O Muzaffar Ahmad	10.08.2010	Raunheim Nord	Raunheim Friedhof
78	35178	Nasira Masooda	W/O Karim Uddin Mubashir	04.08.2018	Raunheim Nord	Nord Friedhof Groß-Gerau
79	53134	Naveed Sahar Ahmad	W/O Affan Ahmad	22.12.2005	Aschaffenburg	Südfriedhof Frankfurt
80	5445	Nawab Din	Ch. Hakam Din	06.12.2006	Gießen	Südfriedhof Frankfurt
81	33103	Nazeer Ahmed	Mohammad Hussain	25.01.2016	Delmenhorst	Bungerhof Friedhof Delmenhorst
82	74652	Nazir Ahmed	Mohammad Ismail	09.09.2010	Mörfelden West	Waldfriedhof Mörfelden-walldorf
83	26975	Nazir Begum Abbasi	W/O Qazi Bashir Ahmad (Shaheed)	06.05.2018	Kassel	Südfriedhof Frankfurt
84	44208	Nazir Zafer	Tahir Ahmad	16.05.2014	Osnabrück	Friedhof Eversburg Osnabrück
85	57977	Nusrat Bilqis	W/O Qamar Ahmad Rai	31.03.2014	Bornheim(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
86	14869	Nusrat Jehan Malik	W/O Malik Saadat Ahmad	31.05.2016	Rödelheim(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
87	68283	Pervez Ahmed	Sheikh Abdul Rasheed	04.07.2013	Dortmund	Haupt Friedhof Dortmund
88	57838	Qamar Ahmad Rai	Aftab Ahmad	10.11.2017	Bornheim(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
89	96078	Qazi Tahir Ahmad	Qazi Mohammad Abdullah	20.05.2015	Bait ul Hadi(Dietzenbach)	Südfriedhof Frankfurt
90	64923	Rafeeque Ahmad Shahid	Rasheed Ahmad	21.04.2018	Nuur Moschee(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
91	29118	Rafi Ahmad Khan	Allah Ditta Khan	19.11.2014	Würzburg	Haupt Friedhof Würzburg
92	23544	Rashida Begum Sheikh	W/O Sheikh Abdul Karim	28.05.2014	Lampertheim	Friedhof Stadt Heppenheim
93	19167	Razia Begum	W/O Ch. Rashid Ahmad	35.02.2007	Frankfurter Berg(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
94	112158	Rehana Rashida	W/O Munawar Ahmad Asif	12.03.2017	Trebur	Friedhof Groß-Gerau
95	64962	Rubina Munir	W/O Munir Majeeb Ahmad	19.11.2018	Lauterborn(Offenbach)	Südfriedhof Frankfurt
96	74708	Ruqquia Butt	W/O Salah Uddin Butt	10.08.2017	Weingarten	Friedhof West Ravensburg(Weingarten)
97	18266	Saeeda Begum	W/O Sardar Abdul Qadir	20.03.2003	Dreieich	Südfriedhof Frankfurt
98	8206	Saeeda Begum	Ch.Nasir Uddin Mehmood	02.11.2014	Hattersheim	Südfriedhof Frankfurt
99	18977	Safia Sultana	W/o Mohammad Aslam Pervez	09.05.2016	Raunheim Süd	Friedhof Raunheim
100	17086	Saida Majid	W/O Mian Abdul Majid	18.08.2018	Niedernhausen	Südfriedhof Frankfurt
101	122962	Saima Waqar	W/O Malik Waqar Ahmad	29.11.2017	Soest	Soets Friedhof
102	65122	Sajida Hanif	W/O Muhammad Hanif Sabar	31.05.2017	Baitul Latif(Offenbach)	Südfriedhof Frankfurt
103	08-W-0374	Saleem Ahmad Zafar	Sheikh Ameer Ali	22.04.2011	Berne	Bungerhof Friedhof Delmenhorst
104	53870	Saleem Akhtar	W/o Munawar Ahmad Saroya	06.06.2018	Herborn	Friedhof Burg Herbornn
105	13775	Salma Begum	W/O Zia Uddin Ahmed	29.03.2012	Ginnheim(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
106	18265	Sardar Abdul Qadir	Sardar Misbah Uddin	10.04.2003	Dreieich	Südfriedhof Frankfurt
107	93057	Shah Nawaz	Ch. Dilawar Ahmad	10.09.2012	Kassel	West Friedhof Kassel
108	34415	Shaheen Siddiq	Muhammad Sadique	14.04.2004	Pfungstadt	Friedhof Pfungstadt

نمبر شمار	وصیت نمبر	نام	ولدیت/زوجیت	تاریخ وفات	جماعت	قبرستان
109	69847	Shahnaz Akhtar	W/O Muhammad Ashraf	13.09.2015	Nidda	Nidda Friedhof
110	54382	Shaikh Quammar Mehmood	Shaikh Mehmood Ahmed	16.12.2016	Koblenz	Südfriedhof Frankfurt
111	71311	Shakeel Ahmad	Muhammad Akber Ali	10.05.2017	Würzburg	Friedhof Zellingen (Würzburg)
112	20220	Shamim Bokhari	W/O Abdul Latif Malik	07.06.2018	Karben	Südfriedhof Frankfurt
113	82934	Shamim Dogar	W/O Abdul Rashid Dogar	06.10.2010	Neuhof	Friedhof West Fulda(Galaria)
114	105673	Shamsudin Ahmed	Sheikh Abdul Samad	23.11.2012	Baitus Subuh Süd(Frankfurt)	HauptFriedhof Hanau
115	42119	Sharif Ahmad	Aziz Uddin	02.04.2016	Zwickau	Friedhof Weil-Der-Stadt
116	102737	Shazia Naheed	W/O Masood Ahmed	03.10.2015	Ludwigshafen	Friedhof Ludwigshafen
117	15462	Sheikh Akhtar Nisa	W/O Sheikh Saeed Ahmad	11.04.2013	Steinbach	Haupt Friedhof Oberursal
118	24472	Sughra Begum	W/O Farzand Ali Anwer	10.03.2017	Rödelheim(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
119	66698	Sultan Ahmad	Abdul Ghani	03.09.2018	Pinneberg	Ohlsdorf Friedhof Hamburg
120	101347	Sumbul Mubashar	W/O Mubashar Ahmad Nasir	03.07.2014	Rüsselsheim Süd	Wald Friedhof Rüsselsheim
121	67239	Syed Ishtiaq Ahmed	Syed Muhamamd Ayub Shah	28.01.2015	Baitul Hadi(Dietzenbach)	Südfriedhof Frankfurt
122	25849	Syed Saleem Ahmad Gilani	Syed Bashir Ahmad Gilani	04.02.2015	Nuur Moschee(Frankfurt)	Südfriedhof Frankfurt
123	23071	Waseem Ahmed Ch.	Ghulam Hussain	01.01.1997	Steinbach	Haupt Friedhof Frankfurt
124	39569	Yahya Ahmed Bajwa	Naeem Ahmed Bajwa	11.03.2015	Goddelau Nord	Nord Friedhof Groß-Gerau
125	65533	Zaib Un Nisa Azra	W/O Munawer Ahmad Azam	14.11.2017	Hanau	HauptFriedhof Hanau
126	69604	Zubaida Naheed	W/O Syed Mohammad Riaz	10.03.2016	Baitul Hadi(Dietzenbach)	Städtisch Friedhof Dietzenbach

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

''اس غرض سے یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مسلمان اپنا نمونہ دکھاویں۔ یہی وجہ ہے کہ جو میں نے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعتِ اسلام کا جوش دل میں رکھتے ہیں اور جو اپنے صدق اور اخلاص کا نمونہ دکھا کر فوت ہوں اور اس مقبرہ میں دفن ہوں اُن کی قبروں پر ایک کتبہ لگا دیا جاوے جس میں اس کے مختصر سوانح ہوں اور اس اخلاص ووفا کا بھی کچھ ذکر ہو جو اس نے اپنی زندگی میں دکھایا تا جو لوگ اس قبرستان میں آویں اور ان کتبوں کو پڑھیں اُن پر ایک اثر ہو اور مخالف قوموں پر بھی ایسے صادقوں اور راستبازوں کے نمونے دیکھ کر ایک خاص اثر پیدا ہو۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 618-617)

نیز فرماتے ہیں:

''میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے لئے ایک زمین تلاش کی جاوے جو قبرستان ہو۔ یادگار ہو اور عبرت کا مقام ہو۔.....عجیب مؤثر نظارہ ہوگا جو زندگی میں ایک جماعت تھے مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئے گی۔ یہ بہت ہی خوب ہے۔ جو پسند کریں وہ پہلے سے بندوبست کر سکتے ہیں کہ یہاں دفن ہوں''۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 586)

''مجھے ایک جگہ دکھلائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''۔ (رسالہ الوصیت صفحہ 22 مطبوعہ قادیان 2007ء)

اُذْکُرُوا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْرِ

بے لوث، بے ریا، مخلص و باوفا

ضیاء الحق شمس مرحوم

(محمد انیس دیالگڑھی)

3/اگست 1998 کی صبح کو یہ دلدوز اور المناک خبر سننے کو ملی کہ مکرم ضیاء الحق شمس صاحب کار کے ایک حادثہ میں وفات پاگئے اور ان کی اہلیہ سخت زخمی حالت میں ہسپتال میں داخل ہیں اور چند دنوں کے بعد وہ بھی خاوند کا ساتھ نبھاتی ہوئی دنیا کا ساتھ چھوڑ گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس دردناک حادثہ پر ہر دل ملول اور دکھی تھا۔ بلکہ ساری جماعت ہی دکھی تھی کہ جماعت سے سب سے زیادہ پیار کرنے والا وجود اس افسوسناک حادثہ پر سخت تکلیف اور کرب محسوس کر رہا تھا یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، اور اپنے اس دکھ کا اظہار حضورؒ نے 7/اگست 1998ء کے خطبہ جمعہ میں انتہائی تکلیف اور درد سے کیا۔

ضیاء الحق شمس جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہوا اور 2 اگست 1998ء کو جلسہ کے اختتام کے فوراً بعد ہی جرمنی واپس روانہ ہوگیا کیونکہ اگلے دن کام پر جانا تھا۔ گھر سے چند کلومیٹر پہلے نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ گاڑی بے قابو ہو کر حادثے کا شکار ہوگئی۔

خاکسار جب جرمنی آیا تو اس وقت کولون ریجن میں مکرم مولانا بشارت محمود صاحب (حال نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ) مربی سلسلہ کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ خاکسار اکثر بیت النصر کولون چلا جاتا اور کئی کئی دن وہاں قیام ہوتا اور کسی نہ کسی رنگ میں خدمت کی توفیق بھی مل جاتی۔ (خاکسار تو زیادہ سے زیادہ ڈاک یا ٹیلی فون پر جماعتوں سے رابطہ کا کام کرتا یا کبھی کبھار نماز پڑھا دیتا) اسی دوران 1986ء میں اس ریجن میں ایک ایسی دلنواز، خوش اخلاق اور خوش گفتار شخصیت آئی جو ہر فن مولا تھی۔ یہ پیارا وجود مکرم ضیاء الحق شمس صاحب کا تھا۔ اس شخص کی ذات گوناگوں خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کا مرقع تھی۔ کوئی کام ہو کوئی میدان ہو یہ شخص نمایاں ہو کر سامنے آتا۔ تبلیغ کا موقع ہوتا تو بھی یہ سب سے آگے ہوتا اور تبلیغی نشستیں ایسے کرواتا کہ دیکھنے والے حیران ہوتے کہ یہ اکیلا آدمی کس طرح اتنے لوگ اکٹھے کر لیتا ہے۔ وقارِ عمل میں بھی یہ اگلی صف میں ہوتا۔ میں نے خود دیکھا کہ کبھی وہ اکیلا بیت النصر کولون میں ٹائلیں لگا رہا ہوتا اور کبھی پلستر کر رہا ہوتا تھا۔ کسی کی گاڑی خراب ہو جاتی تو بھی فوراً اس کی مدد کرتا اور اس کے ہاتھ کی برکت سے عموماً ٹھیک بھی ہوجاتی کہ وہ یہ کام صرف اور صرف خدمت کی غرض سے انجام دیتا تھا۔ کھانا پکانے اور مہمان نوازی کے وصف میں بھی طاق تھا۔ ایک دن اس سے بھی زیادہ حیران کن منظر دیکھا کہ وہی ضیاء الحق مسجد کی بیوت الخلاء کی صفائی میں مصروف ہے۔ چونکہ مَیں نیا نیا پاکستان سے آیا تھا اور بدقسمتی سے ان فرسودہ خیالات میں ابھی تک مبتلا تھا اور یہی سمجھتا تھا کہ یہ کام صرف بھنگیوں کا ہی ہے۔ حالانکہ روز سنتے تھے کہ سب سے پاک وجود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہر کام ہاتھ سے کر لیتے تھے اور کسی کام میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ اور خدا کے گھر کی صفائی کا کام تو خدا کی نگاہ میں نہایت ہی پسندیدہ امر ہے۔ ضیاء الحق شمس نے اپنے عملی نمونہ سے مجھے ایسی خاموش نصیحت کی کہ جس پر میں ساری عمر اس کا ممنون رہوں گا۔

مقامی اجتماع ہو یا جلسہ سالانہ کا موقع یہ شخص ہر وقت ہر کام میں پیش پیش ہوتا مکرم زبیر خلیل صاحب نے بھی اپنے مضمون میں ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ میٹنگ کے لئے چند گھنٹوں میں ایک ہال جو کہ سخت بے حال تھا کو ایسے ہال میں بدل دیا کہ دیکھنے والے یقین نہیں کرتے تھے کہ یہ وہی ہال ہے۔ یہ میٹنگ بہت کامیاب رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی تشریف لائے اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اس میٹنگ کو کامیاب بنانے میں مقامی

مرحوم ضیاء الحق شمس صاحب کے مختصر کوائف

- یکم اپریل 1960ء کو لاہور میں پیدا ہوئے
- آپ کے خاندان میں احمدیت حضرت میاں اللہ دتا صاحب جنجوعہ ساکن ترگڑی گوجرانوالہ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی۔
- تعلیم الاسلام سکول ربوہ میں میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔
- 1986ء میں 26 سال کی عمر میں جرمنی آئے۔
- 21.08.1987 کو شادی ہوئی۔
- مجلس خدام الاحمدیہ اور جماعت میں مختلف حیثیتوں میں خدمت کا موقع ملا۔ Düsseldorf اور Pforzheim جماعت کے صدر بھی رہے، اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تبلیغ نومبائعین اور شعبہ سمعی و بصری میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔
- 03.08.1998 کو جلسہ سالانہ یوکے سے واپسی پر حادثہ کے نتیجہ میں آپ اور اہلیہ وفات پاگئے۔

جماعت کے ہر احمدی نے حصہ لیا مگر جو کام ضیاءالحق شمس نے کیا وہ اس کا ہی حصہ تھا۔ اس دن وہ بہت ہی خوش تھا کہ اس نے ہتھیلی پر سرسوں جما کر دکھا دیا تھا اور خدا کا خلیفہ بھی بہت خوش تھا۔ یہ کام تو صرف دیوانے ہی کر سکتے ہیں۔ فرزانے ابھی زبانی جمع خرچ اور کاغذی کارروائیوں میں الجھے ہوتے ہیں جبکہ دیوانے وہ کر دکھاتے ہیں۔ اس روز بھی فرزانے حیران اور عقل محوِتماشہ تھی۔

سب سے بڑی خصوصیت جو ضیاءالحق میں دیکھی وہ یہ تھی کہ کام ملتے ہی اُس میں جُت جاتا تھا۔ میں نے کئی ایسے دیکھے کہ جب بھی ان کو کوئی جماعتی خدمت دی گئی تو انہوں نے فوراً دفتر، ٹیلی فون، فیکس وغیرہ کا تقاضا شروع کر دیا اور یہ بھی کہا کہ آج کے دور میں ان سہولیات کے بغیر کام ممکن نہیں۔ مگر ضیاءالحق شمس کا معاملہ بالکل الگ تھا اور اس کے ہاں سب کچھ ممکن تھا وہ اس فلسفے سے خوب آگاہ تھا کہ ؎

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیوں زور دعا دیکھو تو

اور پھر اس کے ہاتھوں وہ کام عمدگی سے سرانجام پاتا جبکہ دوسرے ابھی اس کا سِرا ڈھونڈ رہے ہوتے۔ یوکے کا جلسہ سالانہ ہو یا جرمنی کا، کئی روز پہلے حاضر ہو جاتا جو کام ملتا بشاشت سے انجام دیتا، نمود و نمائش کی ذرہ بھی تمنا نہ تھی۔ کام انجام دے کر ایسے الگ ہو جاتا گویا کچھ کیا ہی نہیں۔ اگر کوئی شکایت کرتا کہ یہ کام یوں نہیں یوں ہونا چاہیے تھا تو بجائے غصہ کے ایک دلفریب مسکراہٹ اس کے چہرے پر بکھر جاتی اور پھر عموماً یہی جواب ہوتا کہ 'چلو جی جیسے آپ کہتے ہیں ویسے ہی کر دیتے ہیں'۔ مسجد بیت النصر کا کونہ کونہ اس کی خدمت کا گواہ ہے اور جب تک یہ خانۂ خدا رہے گا اس کی روح کو ثواب پہنچتا رہے گا۔ ان شاءاللہ۔

پہلے ذکر ہو چکا کہ اس دردناک حادثہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو اس قدر تکلیف پہنچی کہ آپ نے 7/اگست 1998ء کے خطبہ جمعہ میں ذکر کیا اور پھر مرحوم کے بچوں کی پرورش اور تربیت پر خود نگاہ رکھی اور بچوں کے بارے میں خاص طور پر دریافت فرماتے۔

7 اگست کے خطبہ میں اس شہادت کو مدّنظر رکھتے ہوئے تمام جماعتوں کو ہدایت کی کہ ایک ایسا سٹکر تیار کریں جس پر یہ لکھا ہو کہ اگر آپ تھکے ہوئے ہیں تو فوراً گاڑی روک کر آرام کریں اور اس حالت میں گاڑی نہ چلائیں۔ آپ نے اس خطبہ میں فرمایا:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ ایک ملاقات میں مکرم محمد یونس جنجوعہ صاحب اور شمس مرحوم کا چھوٹا بیٹا

''یہ خیال کہ جرمنی میں حادثہ ہو رہا ہے اور باقی جگہ اس کی تکلیف نہ ہو بالکل غلط خیال ہے جو تکلیف میں محسوس کرتا ہوں اس کو ایک طرف رکھیں۔ سب دنیا کے احمدی وہ تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ پس کیوں ہم بار بار قرآنی تعلیمات کے بعض حصّوں کو نظرانداز کر کے تکلیفات میں مبتلا ہوں تو اس سُرخ کتاب میں جو ہماری یہاں تیار ہو رہی ہے اس میں یہ بات درج کی جائے کہ آئندہ کوئی ایسی کار جو اندرون ملک جا رہی ہو یا بیرون ملک جا رہی ہو ایسی نہیں ہو گی جس کے اوپر یہ تنبیہ درج نہ ہو۔ اس کے شیشوں کے ساتھ لگا دی جائے گی۔ اس میں ان پر لازم کیا جائے گا کہ بے شک آپ کو دنیاوی نقصان ہو اگر تھکے ہوئے ہیں تو آپ نے سفر نہیں کرنا اور اگر کہیں آرام کے لئے سونے کے لئے جگہ میسر آجائے جو عموماً پیٹرول پمپوں پر مل جاتی ہے۔ وہاں تسلی سے سوئیں آرام سے۔ جب آنکھ کھلے اس وقت پھر دوبارہ سفر کا آغاز کریں''۔

نہ معلوم کتنے لوگ حضورؒ کی اس ہدایت اور بے قرار دعا کی نتیجے میں کتنی بلاؤں اور حادثات سے محفوظ رہے ہوں گے۔ اور یہ ثواب بھی ضیاءالحق شمس کی روح کو جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے سینکڑوں ہزاروں کو محتاط سفر کرنے کی ہدایت مل گئی۔ آج ضیاءالحق شمس مرحوم کی ساری اولاد خوش و خرم ہے اور خدا کے فضلوں کی منادی ہے۔ مرحوم کی دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ دونوں بیٹیاں شادی شدہ ہیں خورسند اور خوشحال ہیں۔ چھوٹا بیٹا اعجازالحق جرمن فوج میں ملازم ہے جبکہ بڑا بیٹا نویدالحق شمس مسیح محمدی کی روحانی فوج کا جانباز سپاہی ہے۔ جامعہ احمدیہ جرمنی سے شاہد کیا اور اب مبلغ انچارج جرمنی کے دفتر میں خدمات دینیہ میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں کو بھی وہی قربانی کی روح عطا فرمائے، بے غرض، بے ریا اور بے لوث خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس موقع پر جماعت Viersen کے مخلص ممبر اور مرحوم کے ماموں مکرم محمد یونس جنجوعہ صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ کا ذکر ضروری ہے جنہوں نے ضیاءالحق شمس اور ان کی اہلیہ کی وفات کے بعد ان کے بچوں کو اپنے بچوں کی طرح پالا، اُن کی عمدہ پرورش اور تربیت کی اور معاشرہ کا ایک مفید وجود بنانے میں ایک عمدہ کردار ادا کیا۔ فجزاھما اللہ تعالیٰ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بچوں سے ایک ملاقات کے بعد اظہار اطمینان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''الحمدللہ بچے خوش ہیں''۔

Wir sind alle DEUTSCHLAND

قسط پنجم

جرمنی میں تبلیغِ اسلام

جرمنی کی سو فیصد آبادی تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی تحریک

جماعتِ احمدیہ جرمنی کے قیام کی صد سالہ جوبلی کے سال2023ء تک ”جرمنی کی 100فیصد آبادی تک اِسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے“ کے سلسلہ میں شعبہ تبلیغ جرمنی کے تحت قائم خصوصی سیل TP2023 کی کوششوں کا ایک طائرانہ جائزہ پیش خدمت ہے۔ اس سے قبل ماہ فروری 2020ء کے شمارہ میں اس رپورٹ کی چوتھی قسط شائع ہوئی تھی۔

تبلیغی نشستیں

کسی بھی نئے علاقے (Kreis) میں تبلیغ پروجیکٹ2023ء کے کام کا آغاز ایک پریس کانفرنس کے ذریعے کیا جاتا ہے جس کے فوراً بعد اس علاقہ میں فلائر کی تقسیم کا آغاز کر دیا جاتا ہے جس میں مختلف جماعتوں کی ٹیمیں ہفتہ وار بنیاد پر تمام علاقوں میں جا کر فلائرز تقسیم کرتی ہیں۔ اسی دوران اِس ضلع کے بڑے شہروں میں 4 تا 7 تبلیغی اسٹینڈ لگائے جاتے ہیں۔

پریس کانفرنس، فلائیر تقسیم اور تبلیغی اسٹینڈز کے ذریعے سے اسلام احمدیت کا پیغام ضلع کے تمام علاقوں تک پہنچا لینے کے بعد اُس ضلع کے بڑے شہر میں ایک تبلیغی نشست کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں اس علاقے کی اہم سیاسی اور سماجی شخصیات (مثلاً صوبائی اور وفاقی وزراء، سیاسی جماعتوں کے مقامی نمائندے اور چرچ کے نمائندے وغیرہ) اور عام شہریوں کو دعوت دی جاتی ہے تا کہ لوگوں کو اسلام احمدیت کے بارے میں تفصیل سے معلومات فراہم کی جاسکیں، اُن کے سوالات کے جوابات دیئے جائیں اور اُن کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے خدشات کو دور کیا جا سکے۔

ان علاقوں میں تبلیغی نشست کروانے کی ذمہ داری قریب ترین جماعتوں کو دی جاتی ہے تاہم دور دراز ایسے علاقوں میں جہاں کوئی احمدی آباد نہیں تبلیغی نشست منعقد کرنے کے حوالے سے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس حوالے سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

تبلیغی نشست کے انعقاد کے لیے سب سے پہلے مناسب جگہ کا انتظام کیا جاتا ہے، مثلاً مسجد، شہر کا ہال، ثقافتی یا کمیونٹی مرکز وغیرہ۔ مناسب جگہ کا بندوبست ہوجانے کے بعد شعبہ تبلیغ کے تحت اِس تبلیغی نشست کی تشہیر کے لیے دعوت نامے، فلائیرز اور پوسٹرز تیار کروائے جاتے ہیں۔ تبلیغی نشست کی تشہیر کے لیے دعوت نامے، فلائیرز، پوسٹرز کے علاوہ ذاتی روابط، ای میلز، سوشل میڈیا اور لوکل اخبارات کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ تبلیغی نشست میں شامل ہونے والے مہمانوں کے لیے مناسب ریفریشمنٹ کا انتظام کیا جاتا ہے اور اسی طرح اس موقع پر تبلیغی اسٹینڈ کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ یہ تبلیغی نشستیں مندرجہ ذیل عناوین کے تحت منعقد کی جاتی ہیں۔

Der Messias ist da

مسیحا آچکا ہے

Die Weltkrise und der Weg zum Frieden

عالمی بحران اور امن کا راستہ

Der Islam: Eine Bedrohung oder eine Quelle für den Frieden?

اسلام ایک خطرہ یا امن کا ذریعہ؟

Wir sind alle Deutschland

جرمنی ہم سب سے ہے

2016ء سے اب تک منعقد کی جانے والی تبلیغی نشستوں کی ریجن وار تفصیل حسب ذیل ہے:

Year	Region Name	Meetings
2017	Bayern	1
	Sachsen-Brandenburg	5
Total		6
2018	Baden	5
	Bayern	23
	Hessen-Nord	1
	Niedersachsen	4
	Nordrhein	1
	Rheinland-Pfalz	1
	Sachsen-Brandenburg	1
	Schleswig-Holstein	6
	Westfalen	6
	Württemberg	3
Total		51
2019	Baden	3
	Bayern	4
	Nordrhein	1
	Rheinland-Pfalz	5
	Sachsen-Brandenburg	1
	Westfalen	5
	Württemberg	2
Total		21
2020	Nordrhein	2
	Sachsen-Brandenburg	1
Total		3

ان میں سے کثیر تعداد ایسی تبلیغی نشستوں کی ہے جو ایسے دور دراز علاقوں میں منعقد کی گئیں جہاں پر کوئی احمدی آباد نہیں۔ اِن علاقوں میں تبلیغی نشست منعقد کرنے کے حوالے سے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور تشہیر کے لیے خصوصی طور پر ٹیمیں نکالنی پڑتی ہیں اور پروگرامز کے کامیاب انعقاد کے لیے کئی گنا زیادہ محنت درکار ہوتی ہے۔ اس حوالے سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

بُرگر ماسٹرز سے میٹنگز

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت تھی کہ ملک کے سیاستدانوں اور خصوصی طور پر میئرز وغیرہ کیساتھ رابطہ کیا جائے اور اُن کو اسلام احمدیت سے متعارف کروایا جائے تا کہ آئندہ اگر کبھی اُن کو اسلام کے حوالے سے قانون سازی یا فیصلے کرنے پڑیں تو انہیں جماعت کا تعارف اور علم ہو۔ حضورِ اقدس کی اس ہدایت کی روشنی میں برگر مائسٹر یعنی میئرز سے ملاقات کو پہلے دِن سے ہی جوبلی تبلیغ پروجیکٹ کا جزو بنایا گیا اور کم از کم معیار ہر لانڈ کرائس یعنی ضلع کے 2 برگر مائسٹر سے ملاقات طے پائی۔

تبلیغ پروجیکٹ 2023ء کے تحت جہاں مُلک کے طول وعرض میں پریس کانفرنسز، فلائیر ایکشن، تبلیغی اسٹینڈز اور تبلیغی نشستوں کے ذریعے سے عوام الناس تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا جاتا ہے وہیں ملک کے سیاسی طبقے کو بھی جماعتی امن کے پیغام اور سرگرمیوں سے آگاہ کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔ لہٰذا اِس ضمن میں ہر لانڈ کرائس کے کم از کم دو برگر مائسٹر سے رابطہ کر کے میٹنگز طے کی جاتی ہیں۔ ملاقات کا وقت ملنے پر برگر مائسٹر کو مربیانِ سلسلہ اور مقامی صدرانِ جماعت کے ذریعہ اسلام احمدیت کا تعارف کروایا جاتا ہے۔ اِن ملاقاتوں کے دوران برگر مائسٹر کو ایک عدد قلم، چائے کا کپ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی کتاب ''عالمی بحران اور امن کا راستہ'' بطور تحفہ پیش کی جاتی ہے۔ آخر پر برگر مائسٹر سے جماعتی طور پر پودا لگانے کی درخواست بھی کی جاتی ہے جس میں اکثر اوقات کامیابی ہو جاتی ہے۔

بُرگر مائسٹرز سے میٹنگز کے حوالے سے 2016ء سے اب تک کی گئی کاوشوں کی ریجن وار رپورٹس پیشِ خدمت ہیں:

Region Name	Mayors
Baden	6
Bayern	15
Hessen-Nord	6
Niedersachsen	3
Nordrhein	11
RP-Saarland	20
Sachsen-Brandenburg	2
Schleswig-Holstein	11
Westfalen	27
Württemberg	12
Grand Total	113

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری مساعی میں برکت ڈالے اور ہر لحاظ سے ہماری تائید ونصرت فرمائے اور اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک تبلیغ کے اس اہم فریضہ کو کماحقّہ بجالانے والا ہو، آمین۔

(رپورٹ: ظفر احمد ناگی۔ اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تبلیغ، نگران تبلیغ پراجیکٹ 2023ء جرمنی)

بقیہ: سائیکل سفر از صفحہ 30

2. مکرم رضا احمد صاحب
3. مکرم اخلاق ملک صاحب
4. مکرم دانیال احمد صاحب
5. مکرم انصر بلال انور صاحب
6. مکرم عمران احمد مبارک صاحب
7. مکرم مجیب عطا صاحب
8. مکرم ساجد محمود صاحب
9. مکرم خالد چیمہ صاحب
10. مکرم فرحان مبارک صاحب
11. مکرم عمیر کمال صاحب
12. مکرم ذیشان اختر صاحب
13. مکرم لقمان مرزا صاحب
14. مکرم عابد شاکر صاحب
15. جناب Nico Allmeritter صاحب
16. جناب Stephan Schmuck صاحب

ان شرکاء میں سے بعض مختلف اوقات اور مراحل میں سائیکل میں خرابی یا ناسازیٔ طبع کے باعث کچھ دیر تک گاڑی میں سفر کرنے پر مجبور ہوجاتے رہے۔ تاہم فہرست کے مطابق پہلے پانچ شرکاء نے یہ سفر مکمل طور پر سائیکلوں پر ہی طے کیا۔ اس فہرست میں شامل آخری دو شرکاء ہیمبرگ سے تعلق رکھنے والے مہمان تھے۔ ان میں سے آخر الذکر گزشتہ سال ہیمبرگ سے کارلسروئے جلسہ سالانہ جرمنی پر بذریعہ سائیکل آنے والے گروپ میں بھی شامل تھے۔

اس سارے سفر میں مکرم طاہر مبارک صاحب گاڑی پر ساتھ رہے اور قافلہ کی ضیافت کا انتظام کرتے رہے۔ ان کی معاونت وہ خدام بھی کرتے رہے جو کسی مجبوری کے باعث سائیکل سفر جاری نہ رکھ سکتے تھے۔ اس سفر کی منصوبہ بندی مکرم اخلاق ملک صاحب (صدر سائیکلنگ گروپ مجلس صحت) اور مکرم عمران احمد مبارک صاحب آف ہیمبرگ نے کی۔ سفر کے اختتام پر تمام شاملین سفر کو انتظامیہ کی طرف سے یادگار ٹی شرٹس دی گئیں۔

حالات حاضرہ

عرفان احمد خان

ملکی و عالمی خبریں

جرمنی میں عام انتخابات 2021ء میں ہوں گے جس کے لئے سوشل ڈیموکریٹک پارٹی SPD نے موجودہ وزیرخزانہ Olaf Scholz جو ہمبرگ صوبہ کے وزیراعلیٰ بھی رہ چکے ہیں کو بطور چانسلر اُمیدوار نامزد کیا ہے جبکہ موجودہ چانسلر انجیلا مرکل کے سیاست سے ریٹائر ہونے کے بعد نئے امیدوار کا اعلان CDU کی طرف سے ہونا باقی ہے۔ پارٹی میں سے چانسلر کے لئے تین امیدوار میدان میں اترنے کا اعلان کر چکے ہیں۔

ایک عرصہ سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ انتخابی طریق کار میں اصلاحات کی جائیں اور پارلیمنٹ میں نشستوں کی تعداد کم کر دی جائے۔ جرمن پارلیمنٹ اس وقت دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ایوان ہے جس کے اراکین کی تعداد 709 ہے۔ یوں تو چین کی نیشنل پیپلز کانگرس کے ممبران کی تعداد 2980 ہے اور یہ دنیا کا سب سے بڑا ایوان ہے لیکن اس کو جمہوری ایوان کا درجہ حاصل نہیں۔

جرمنی کی وسیع تر مخلوط حکومت جس میں CDU, CSU اور SPD شامل ہیں، انتخابی اصلاحات پر متفق ہوگئی ہیں جس کے بعد انتخابات میں انتخابی حلقوں (اضلاع) کی تعداد 299 سے کم ہو کر 280 رہ جائے گی۔ اس کا اثر پارلیمنٹ کی مجموعی نشستوں پر بھی پڑے گا۔ موجودہ طریق کار کے مطابق خدشہ ظاہر کیا جارہا تھا کہ اگر انتخابی اصلاحات نہیں کی گئیں تو 2020ء کے انتخابات کے بعد جرمن پارلیمنٹ Bundestag کے لئے 800 سے زیادہ اراکین منتخب ہو جائیں گے۔ دیگر انتخابی اصلاحات کے حوالے سے ووٹ ڈالنے کی عمر کم کر کے 16 سال کرنے، پارلیمان کی مدت چار برس سے بڑھا کر پانچ برس کرنے اور پارلیمنٹ میں خواتین کو مساوی نمائندگی دینے کی تجاویز شامل ہیں جس پر ابھی مخلوط حکومت میں شامل تینوں پارٹیوں نے غور کرنا ہے۔ ابھی آٹھ گھنٹے کی طویل بحث کے بعد صرف اراکین پارلیمنٹ کی تعداد کم کرنے پر فیصلہ ہو سکا ہے۔ انتخابی اصلاحات کے حوالے سے جو فیصلے کئے جارہے ہیں ان پر 2025ء کے الیکشن میں عملدرآمد ہوگا۔

پارلیمانی جمہوری نظام پر مبنی ریاست کے طور پر جرمنی کی وفاقی مقننہ کے دو ایوان ہیں۔ ان میں ایک عوام کا نمائندہ ایوان ہے جو Bundestag کہلاتا ہے۔ دوسرا ایوان وفاقی صوبوں کا نمائندہ ہے جو Bundesrat یا وفاقی کونسل کہلاتا ہے۔ جرمنی میں صوبائی اور وفاقی پارلیمانی ایوانوں کے ارکان کا انتخاب متناسب نمائندگی کے نظام کے تحت عمل میں آتا ہے۔ ہر ووٹر کے دو ووٹ ہوتے ہیں۔ ایک ووٹ کسی سیاسی امیدوار کو دیا جاتا ہے اور سب سے زیادہ ووٹ لینے والا امیدوار فاتح کہلاتا ہے۔ دوسرا ووٹ سیاسی جماعت کو دیا جاتا ہے۔ پارلیمان میں کسی بھی جماعت کو ملنے والی سیٹوں کا انحصار اس دوسرے ووٹ پر بھی ہوتا ہے۔ یہ اسی انتخابی نظام کا نتیجہ تھا کہ 2017ء کے وفاقی الیکشن کے نتیجہ میں 598 کی قانونی طور پر مقررہ تعداد کے مقابلے میں 709 عوامی نمائندے Bundestag کے رکن بنے۔

جرمنی کے وفاقی آڈٹ آفس کے اعداد و شمار کے مطابق پارلیمنٹ Bundestag کے اراکین اور ان کے معاون

کارکنوں نیز دفاتر وغیرہ پر ٹیکس دہندگان کے تقریباً ایک ارب یورو سالانہ خرچ ہوجاتے ہیں۔ اسی لئے سیاسی ماہرین اپنے ہاں مروجہ انتخابی قوانین میں ترجیحی بنیادوں پر اصلاحات کی ضرورت پر زور دے رہے ہیں تا کہ Bundestag کو مزید بڑا ہونے اور اس پر اٹھنے والے اخراجات کو مزید پھیلنے سے روکا جاسکے۔

قارئین کی معلومات کے لئے دنیا کے بعض اہم ممالک میں آبادی کے تناسب سے ممبران پارلیمنٹ کی تعداد کچھ اس طرح ہے۔

ملک	آبادی	ممبران پارلیمنٹ	انتخابی حلقہ بلحاظ آبادی
چین	1.4 بلین	2980	4,70,000
بھارت	1.3 بلین	543	24,00,000
پاکستان	212 ملین	342	6،20،000
جرمنی	83 ملین	709	1,17,000
بنگلہ دیش	161 ملین	350	4،60،000
برطانیہ	66 ملین	650	1,02,000
اٹلی	60 ملین	630	97,000
امریکہ	329 ملین	435	7,56,000
آسٹریا	9 ملین	183	49,000

• 18 اگست 2020ء کو 33 پاکستانیوں کو خصوصی طیارہ میں میونخ سے اسلام آباد Deport کیا گیا ہے۔ ان میں جرمنی سے 24 آسٹریا سے 7 اور دو پولینڈ سے شامل تھے۔ اس سے قبل جولائی میں بھی 18 پاکستانیوں کو Deport کیا جاچکا ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومت چارٹرڈ طیارہ پر 47 ہزار یورو خرچ آتا ہے۔ جرمنی سے 2018ء میں 7408، 2019ء میں 11081 افراد کو تیسری دنیا کے ممالک میں Deport کیا گیا۔

• جرمنی کے مالیاتی تفتیشی یونٹ FUI جس کا صدر دفتر Köln میں ہے کی طرف سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق 2019ء کے دوران ناجائز رقوم کو قانونی شکل دینے کے واقعات میں پچاس فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ایک سال کے دوران ایک لاکھ 14ہزار نو سو گیارہ واقعات کا پتہ جرمنی بنکوں، مالیاتی اداروں اور جائیداد کی خرید و فروخت کرنے والے اداروں کی مدد سے کیا گیا۔ اس دوران تین لاکھ 55 ہزار مرتبہ ایسی رقوم کی منتقلی عمل میں آئی۔ FUI حکام کا کہنا ہے کہ جرمنی میں منی لانڈرنگ میں ملوث افراد کو سزائیں دلوانے کا عمل اب تک ایک پختہ قانونی روایت نہیں بن سکا۔ زیادہ تر مشکوک کاروباری معاہدے پراپرٹی مارکیٹ میں کئے جاتے ہیں۔ 2018ء میں جرمنی میں منی لانڈرنگ کے 77 ہزار واقعات رجسٹر ہوئے۔ ٹرانسپرینسی انٹرنیشنل نے بھی بتایا ہے کہ 2017ء میں جرمنی کی پراپرٹی مارکیٹ میں 30بلین کی سرمایہ کاری کالے دھن یعنی ناجائز آمدنی سے کی گئی۔ ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل نے جرمن حکومت سے اپیل کی ہے کہ منی لانڈرنگ کی روک تھام کے لئے قانونی اصلاحات کی جائیں۔

• کورونا وائرس کے پھیلنے پر جب حفاظتی تدابیر پر سختی سے عمل کرنے کا فیصلہ ہوا تو جرمن حکومت نے 6 بلین ماسک لوکل کمپنیوں سے خرید کر جرمن عوام اور اداروں کو مہیا کئے۔ جن کمپنیوں سے ماسک خریدے گئے ان کی تعداد 48 ہے۔ ان میں سے 30 کمپنیوں کی طرف سے ناقص ماسک بھی سپلائی ہوئے جن کی قیمت 5 ملین یورو تک ہے۔ جرمن حکومت نے ان 30 کمپنیوں کے خلاف عدالت میں کیس دائر کر دیا ہے۔ ان کیسز کی سماعت ستمبر میں شروع ہوگی۔

• جرمنی کے علاقہ RUHR میں موجود شیشہ بار اور Cafe ریسٹورانٹ منظم قسم کے جرائم میں اضافہ کا موجب بن رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں Oberhausen میں تین شیشہ بارز میں پولیس نے 62 لوگوں کی تلاشی لی۔ اس کے علاوہ Bottrop, Dorsten, Haltern am See, Goldbeck اور Recklinghausen میں 14 شیشہ بارز میں 89 لوگوں کو پکڑا گیا۔ ان کے پاس سے 60 کلو تمباکو جس پر کسٹم ڈیوٹی ادا نہیں کی گئی تھی۔ 133 Cans ممنوعہ نشہ آور اشیاء پولیس نے ضبط کیں۔ پولیس اور کسٹم حکام کے مطابق Oberhausen میں جرائم کرنے والوں کا غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔

شہد کی مکھی کے زہر سے چھاتی کے سرطان کا علاج

آسٹریلوی سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ لیبارٹری میں کیے جانے والے تجربوں سے معلوم ہوا ہے کہ شہد کی مکھیوں میں پایا جانے والا زہر چھاتی کے سرطان کے چند جارحانہ خلیوں کو تلف کرنے میں مدد دیتا ہے۔

یہ زہر جو دراصل میلیٹن نامی ایک کمپاؤنڈ ہوتا ہے اور اسے ایسی اقسام کے سرطان کے خلاف استعمال کیا گیا جن کا علاج مشکل سمجھا جاتا ہے۔ ان میں ٹرپل نیگیٹو اور ہر 2۔ اینز چڈ شامل ہیں۔ اس دریافت کو 'دلچسپ' قرار دیا جا رہا ہے لیکن سائنسدانوں نے خبردار کیا ہے کہ اس حوالے سے ابھی مزید تجربات اور تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے ہزاروں کیمیائی اجزا ہیں جو لیبارٹری میں سرطان کا مقابلہ کر سکتے ہیں تاہم سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ ان میں سے بہت کم انسانوں میں علاج کے لیے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ مکھیوں میں پائے جانے والے زہر میں اس سے پہلے بھی سرطان مخالف خصوصیات پائی گئی تھیں جن سے میلانوما سمیت سرطان کی دیگر اقسام کا علاج کیا جا سکتا تھا۔ ویسٹرن آسٹریلیا کی ہیری پرکنز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل ریسرچ کی یہ تحقیق نیچر پریسیژن آنکولوجی جرنل میں شائع ہوئی ہے۔ اس تحقیق کے دوران 300 سے زائد شہد کی چھوٹی اور بڑی مکھیوں کے زہر کے نمونے ٹیسٹ کیے گئے۔ 25 سالہ پی ایچ ڈی ریسرچر سیارا ڈفی اس تحقیق کی سربراہی کر رہی تھیں اور اُن کے مطابق شہد کی مکھیوں سے ملنے والے زہر کے اثرات 'انتہائی طاقتور تھے'۔ زہر کی ایک مقدار کے نتیجے میں سرطان کے خلیے ایک گھنٹے میں تلف ہو گئے اور ان سے دوسرے خلیوں کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ تاہم مقدار بڑھانے سے اس کے اثرات بھی زیادہ ہوئے۔ محققین کو یہ بھی معلوم ہوا کہ میلیٹن کمپاؤنڈ از خود بھی کینسر کے خلیوں کی افزائش کو 'روکنے' میں مدد دیتا ہے۔ میلیٹن قدرتی طور پر شہد کی مکھی کے زہر میں پایا جاتا ہے لیکن اسے کیمیائی تجربے کے ذریعے بھی بنایا جا سکتا ہے۔ عام طور پر ٹرپل نیگیٹو کینسر بریسٹ کینسر کی سب سے موذی قسم سمجھا جاتا ہے اور اس کا سرجری، ریڈیو تھیراپی اور کیمیو تھیراپی کے ذریعے علاج کیا جاتا ہے۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم چوہدری عبدالغفور صاحب

خاکسار کے والد مکرم چوہدری عبدالغفور صاحب ابن مکرم چوہدری دین محمد ننگلی مرحوم سابق کارکن نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ حال جماعت Reutlingen جرمنی مؤرخہ 10 اگست 2020ء بعمر 74 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 13/ اگست 2020ء کو بعد نماز عصر مکرم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ نے بیت السبوح میں پڑھائی اور اگلے روز صبح 11 بجے مرحوم کی تدفین Südfriedhof فرانکفرٹ عمل میں آئی۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میاں کریم بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے تھے۔ آپ جوانی سے ہی صوم وصلوٰۃ کے پابند، اور تلاوت قرآن کریم اور نماز تہجد کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وصیت (25410) کرنے کی بھی توفیق ملی۔

1971-79ء واپڈا پاکستان میں ملازمت کی۔ آپ کو حضرت مرزا منصور احمد صاحبؒ کے ساتھ جماعتی خدمات کا موقع بھی ملا۔ 1980-88ء حیدرآباد پاکستان میں مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمات سرانجام دیں۔ 1990ء میں جرمنی تشریف لائے اور تادمِ حیات مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ آپ کو زعیم مجلس، ناظم اعلیٰ ریجن Stuttgart، صدر جماعت اور سیکرٹری وصایا جماعت Reutlingen، زعیم اعلیٰ لوکل امارت Reutlingen اور ناظم علاقہ ریجن Württemberg کے علاوہ شعبہ تحریک جدید جرمنی میں لمبا عرصہ جماعتی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ بہت فرض شناس، ہمدرد اور محبت کرنے والی شخصیت تھے۔ مرکزی پروگراموں کو اطاعت کے جذبے سے کامیاب کرواتے اور اپنی رپورٹ بڑی باقاعدگی سے بھجواتے۔ نئے اسائلم سیکرز کی مدد کر کے خوش ہوتے اور ہمیشہ مسکراتے رہتے۔

آپ نے پسماندگان میں 3 بیٹے، 3 بیٹیاں اور بیوہ یادگار چھوڑے ہیں۔ (صداقت احمد طاہر۔ کارکن ریسپشن بیت السبوح)

مکرم چوہدری منور احمد خالد صاحب

خاکسار کے ماموں مکرم چوہدری منور احمد خالد صاحب ابن مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب کوٹ احمدیاں ضلع بدین جرمنی مؤرخہ 20/اگست 2020ء کو بلنس جرمنی میں بعمر 84 سال وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا حضرت چوہدری مولابخش صاحب تلونڈی جھنگلاں کے ذریعہ آئی۔ آپ کے والد پیدائشی احمدی تھے۔ اس طرح والد اور دادا دونوں کو حضرت مسیح موعودؑ کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

آپ واقفِ زندگی اور موصی تھے۔ مختلف وقتوں میں کوٹ احمدیاں، نبی سر روڈ، نور نگر کے قائد رہے۔ زراعت سے متعلقہ مسائل اور عالمی جغرافیائی حالات میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد تحریک جدید کی اسٹیٹس نور نگر، محمد آباد، کریم نگر اور بشیر آباد کے مینیجر رہے۔ ربوہ میں وکالت زراعت، وکالت دیوان کے دفاتر میں خدمت کی توفیق پائی۔ 1971-73ء قائد ضلع تھرپارکر رہے۔ 1975ء میں نائب معتمد مرکزیہ رہے۔ 1976ء میں مہتمم وقارعمل مقرر کئے گئے۔ جلسہ سالانہ ربوہ میں لمبا عرصہ بطور ناظم سپلائی خدمت کی توفیق پائی۔ جرمنی آنے کے بعد تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لئے جرمن اور رشین زبان سیکھی اور اہلیہ کے تعاون سے بیعتیں کروانے کی بھی توفیق پائی۔ خلافت سے گہری محبت تھی۔ چار خلافتوں کے دور آپ نے دیکھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دور کو دینی فتوحات کا دور قرار دیتے تھے۔ خلافت کی طرف سے جو بھی تحریک آتی سب سے پہلے اپنے خاندان میں پھر دوستوں میں اور پھر دیگر خدام میں رائج کرنے کے لئے کمربستہ ہوجاتے۔ اس کے لئے اپنی جیب سے خرچ کرتے۔ خلافت کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنہ کا فوری اور سختی سے نوٹس لیتے اور ہمیں اس سے الگ رہنے کی نصیحت کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جرمنی میں آپ کی درخواست پر کچھ دیر کے لئے آپ کے گھر تشریف لے گئے اس پر اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر بجالائے اور اس ذکر پر پھولے نہ سماتے تھے۔

17 اگست کو مختلف عزیزوں سے فون پر بات کی۔ ایک نظم سنائی کہ میرے بعد رونا مت مجھے کہا کہ میں 2 دن بعد تمہاری نگری ربوہ آرہا ہوں۔ آخر وقت تک ذہن حاضر تھا۔ ہمدردی مہمان نوازی اور انفاق سبیل اللہ کے نمایاں خاندانی اوصاف سے مزین تھے۔ ہردل عزیز تھے۔ دوستوں کی محفل کی جان تھے۔

مرحوم نے اہلیہ ثانیہ، 5 بیٹے، 6 بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔

(مغفور احمد منیب۔ مربی سلسلہ)

مکرم محمد اسلم داؤد صاحب

خاکسار کے والد محترم مکرم محمد اسلم داؤد صاحب مؤرخہ 31 جولائی 2020ء کو بقضائے الٰہی بعمر 65 سال وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون

مؤرخہ 10 اگست کو ماربرگ میں ان کی تدفین ہوئی جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ والد محترم بہت محبت کرنے والے اور ملنسار انسان تھے۔ مہمان نوازی اور خدمت خلق ان کے نمایاں اوصاف میں سے تھے۔ خلافت سے والہانہ عشق تھا اور اپنے بچوں کو بھی جماعت اور خلافت کی اطاعت کی تاکید کرتے تھے۔ چندہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور غرباء کی مدد کرنے والے تھے۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ، دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(نوید اختر جماعت Wetter جرمنی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

Basra Asian Food

www.basraasianfood.de

ڈیلیوری ہر ہفتے DHL

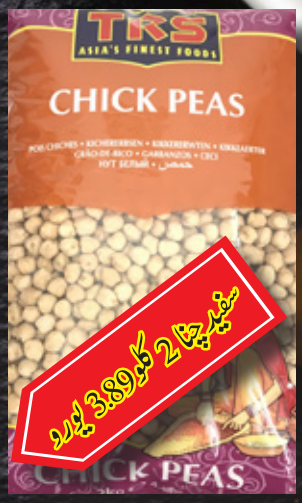

وقت اور پیسہ دونوں بچائیں۔ گھر بیٹھے گروسری ہم سے منگوائیں

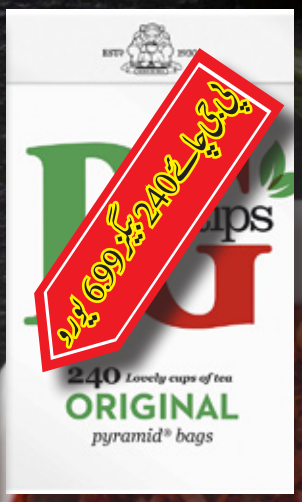

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعائیہ خطوط اور فیکس بھجوانے کی سہولت مفت دستیاب ہے

Adresse: Kalbacher Hauptstraße 12, 60437 Frankfurt am Main

فرانکفرٹ میں بیت السبوح سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر

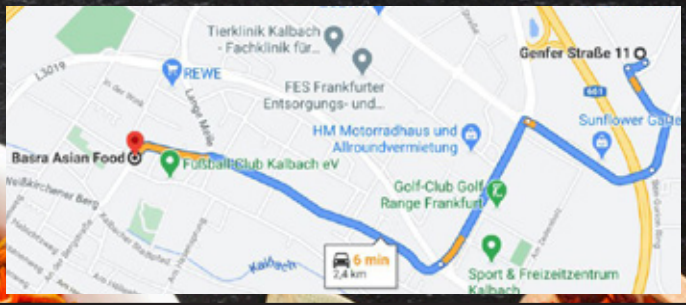

Basra Asian Food

Zubair Basra
017643450410
Shop 015731635894

Waqar Basra
015788900388

Kalbacher Haupt Str 12
60437 Frankfurt am Main
☎ 06985097545

Home Delivery All Over Germany
Basra Asian Food
Since 2001
www.basraasianfood.de
www.basraasianfood.com

Rice, Atta, Flour,Spices, Condiments,Lentils, Beans, Chutney & Sauces, Drinks, Tea, Pickles, Sweets & Snacks
Instant Mixes & Ready to Eat, Powder, Whole, Fresh Vegetable, Frozen Food, Non-Food Products, Cosmetics

جرمنی کے شمال سے جنوب تک 24 تا 29 اگست 2020ء ایک طویل سائیکل سفر کی چند جھلکیاں

Hususm میں جہاں سے اس سفر کا آغاز ہوا۔

مسجد بیت الباقی Pforzheim

مکرم طاہر مبارک صاحب آف ہمبرگ، جنہوں نے سارے سفر کے دوران ضیافت کے فرائض سرانجام دیئے۔

سفر کے دوران مسجد بیت الباقی Pforzheim سے 55 کلومیٹر فاصلہ پر Oberjettingen مقام پر ملنے والے دو مقامی جرمن سائیکل سواروں کے ساتھ، جن میں سے ایک صحافی تھا۔

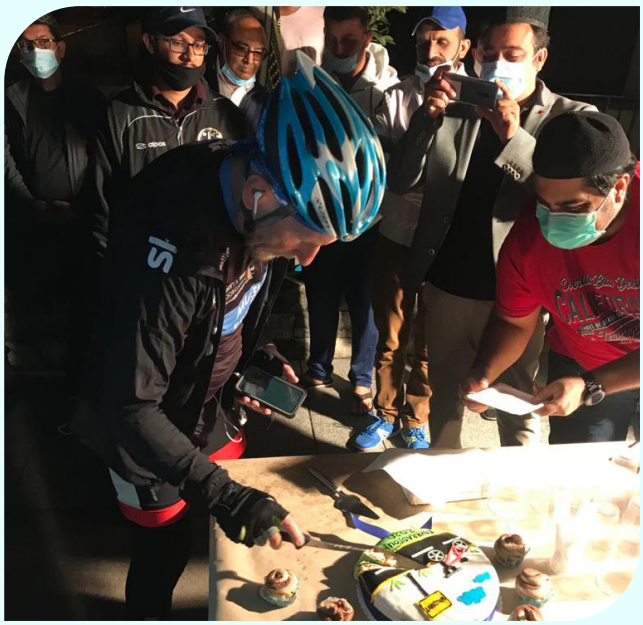

مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی سفر کے اختتام پر مسجد عافیت Waldshut-Tiengen میں کیک کاٹ رہے ہیں۔

Monthly

Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 21 | ISSUE 09 | SEPTEMBER 2020

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir